

میں تیری تسلیغ کو زمین کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

عَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ

جلد ۱۹ مئی ۱۹۷۱ء شنبہ و شنبہ مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ نمبر ۹-۹۱

اخبار احمدیہ

ملک ایران میں تبلیغ برادر کرم جناب غلام حسین صاحب

جنافتی صلح کا خط  
مارسلز سے لکھا ہوا

مال میں جنافتی صاحب کا  
مسند پر ذیل خط موصول ہوا  
جوانے ۱۳ اپریل مارسلز

لکھا تھا: ماجو بخیرت مارسلز پہنچا۔ ادا سوقت اسٹیشن پر بیٹھ  
کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ یہاں سب لوگ فرانسیسی رہتے ہیں  
انگریزی کوئی نہیں سنا۔ واسطے تبلیغ کا کوئی موقع نہیں ملا۔ سو  
چند عربوں کے جو ابجریل کے مہنے واسے ہیں۔ اور فوج  
میں بھرتی ہو کر جا رہے۔ گمان کی عربی ہی ذرا مشکل ہے  
حیث کم میری بات سمجھتے ہیں۔ تاہم کچھ کان میں ڈال دیا ہے  
اللہ تعالیٰ بلاؤد کرے۔ ہماری گاڑی رات گیارہ بجے چلی  
اور کل شام ہم نیکے اٹا مارسلز پیرس پہنچ گئے۔ مٹا گیا ہے کہ

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح نجیبیت ہیں ۵  
۱۴ مارچ ۱۸۷۱ء کو صاحب کو حج کی نیت سے عازم سفر  
ہونے پر صدر احمدرہ کے طلباء نے فی پارٹی دی۔ اور  
ابو دین پیش کیا۔ جناب امیر صاحب عزیز محمد سعید صاحب  
خلف جناب ابوبکر یوسف صاحب کے ہمراہ ۱۴ مارچ پہل  
سے روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا قائل  
آپ کو نجیبیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور واپس کا  
بچھو سکے (الرشید سے چار احباب دینی تعلیم حاصل کوئے  
کہ غرض سے وارد دالامان ہوئے ہیں جن میں تین نوع عمر کے  
ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انشاء اللہ اپنے مکہ میں جا کر  
تبلیغ کا کام سر انجام دینگے۔ خدا توفیق دے ۵

۱۰۔ اسی وقت غنیہ انسانی نے یہ جو نقشہ وطن جناب یہ عبد الساتر شاہ صاحب الخوجہ صاحب مولوی بدیع شاہ صاحب کی خاطر حکم سے ایک اور پروگرام چھوڑا۔ خود انکی مبارک کو ولادت۔ فتح جیل میں ملیں یہ دیکھ کے کہن کا پیدا ہوا۔ مبارک ہو ۹۰

(ایستادہ مکتبہ ۱۹۱۶ء)

یہ نامور انہیں کا یہ شعر شمار ہے : (اچھڑ)

- ۵۷۴ - باوجود آتش صاحب - پورٹ بیئر  
۵۷۵ - مہاں علی شیر صاحب - ضلع روضہ  
۵۷۶ - " خدا بخش صاحب - " "  
۵۷۷ - " فرزند خدا بخش صاحب - " "  
۵۷۸ - " " " " " "  
۵۷۹ - " " " " " "  
۵۸۰ - " " " " " "  
۵۸۱ - " " " " " "  
۵۸۲ - " " " " " "  
۵۸۳ - " " " " " "  
۵۸۴ - " " " " " "  
۵۸۵ - " " " " " "  
۵۸۶ - " " " " " "  
۵۸۷ - " " " " " "  
۵۸۸ - " " " " " "  
۵۸۹ - " " " " " "  
۵۹۰ - " " " " " "  
۵۹۱ - " " " " " "  
۵۹۲ - " " " " " "  
۵۹۳ - " " " " " "  
۵۹۴ - " " " " " "  
۵۹۵ - " " " " " "  
۵۹۶ - " " " " " "  
۵۹۷ - " " " " " "  
۵۹۸ - " " " " " "  
۵۹۹ - " " " " " "  
۶۰۰ - " " " " " "

۳۔ باقی آیتیں

مشین من کے رخصت پرچے

میں نے ان کے رخصت پر پہلے  
 چلنے کی وجہ سے مجبوراً دو  
 بڑے کٹھے لٹائے گئے تھے (ہی رانجیو)

معلوم ہو سکے کہ کون فقہا میں داخل ہے ۔

اسمندی کسی امر کا فیصلہ وہی کر سکتا ہے جو متنازعہ فیہ امر  
 واضحت تھا۔ اور فاضل ہو۔ اور آپ بہ کثرت میں کہ  
 اس کا فیصلہ کسی عیسائی سے کر لیا جائے۔ گویا آپ نے

# الفضل فی شرح

قادیان دارالامان - ہجری ۱۴۱۸ء

## شیعوں کے اصلاح کے بارے میں اعتراضات

### اور ان کے جوابات

رسالہ اصلاح میں جو ایک فقید صاحب کی زیر اہمیت شائع ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ بے جا اور غلط فہمیاں شائع ہو چکی ہیں۔ میں ضرورت دینی کہ ان بے جا اور غلط فہمیاں کے جوابات دینے کے لئے قلم اٹھائے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب اصلاح کے اصرار پر ہم غایت اختصار سے کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ امید ہے وہ دیگر تمام شدید غلط فہمیاں دل سے اس پر ختم کر چکے ہوں۔ خداوند تعالیٰ کے کام لیکر میں سے عفو و بخشش فرمائے۔

ایڈیٹر رسالہ اصلاح نے کہنے کے لئے جو جملے لکھے ہیں ان کے ہی ذہن کا اثر ہے۔ وہ صاحب اصلاح کا مسئلہ ہے جو منہ صاحب پر ہے صاحب کے قائل ہے۔ لیکن پھر ان کے خلاف کچھ لکھے، اگر اس امر کو حضرات شیعوں موعود کے نبی نہ ہونے کی دلیل ٹھہرا لیں۔ تو پھر کیا اس طرح سے یہود اور نصاریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ پہلے تو کوہ بیت المقدس کو ہی قبلہ رکھتے تھے۔ اور اسی کی طرف مومنہ کے عبادت بجاواتے تھے۔ لیکن بعد میں اسکو چھوڑ کر بیت المقدس کو اپنا قبلہ رکھ دیا اس لئے کہ نبی ہونے کے منافی ہے۔ ضرور کہہ سکتے ہیں۔

پس اگر تمام سے مقابل میں ایڈیٹر اصلاح کا مذکورہ بالا استدلال حیات برحق کے متعلق درست ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہود اور نصاریٰ نے بھی حق بجانب ہیں۔ جو جواب ایڈیٹر صاحب اصلاح انہیں دے چکے۔ وہی ہماری طرف سے بھی کچھ دیں۔ مگر ہم اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ یہ عقیدہ کشائی کئے دستور ہیں۔ اور وہ روایات ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بہت

مخاطب ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ موعود مسور کے خلاف اس وقت تک تعلیم نہیں دیتے۔ جب تک خدا تعالیٰ ان کے خلاف کوئی حکم نہ نازل فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نازل کر کے کا حکم اور کسی مصلحت کی بناء پر جس کا ذکر قرآن کریم میں توہین قبلہ کے بیان میں کر دیا ہے، تعین قبلہ خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا

اسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اکثر احکام اسلامی اہل کتاب کے احکام سے ملنے جلتے ہیں۔ اور ہر کی سورتوں میں سب سے افضل کی تعریف یہی بیان کی گئی ہے اس لئے آپ نے یہی طرف مومنہ کے عبادت بجا لائی شروع

کر دی۔ لیکن جب کعبہ کی فضیلت میں آیات قرآنی نازل ہوئیں۔ جیسے ان اول بیت وضع للہ الناس للذی جبکہ مبارک کا وہدی للہ العین شہہ آیات بنیائے

اللہ اور جعل اللہ الکعبۃ البیت المحرم حیا للہ الناس اور دخول و حجاب و شطرا المسجد المورام کا مروج حکم ہو گیا۔ تو آپ نے بیت المقدس کی طرف مومنہ کرنا

ترک کر دیا۔ اگرچہ بیت المقدس اسلامی قبلہ نہ تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ اس لئے آپ کا قبل از نبی بیت المقدس کو قبلہ بنا کر کوئی

غلطی نہ تھی۔ اور اس سے یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ اسلامی قبلہ دراصل بیت المقدس ہے۔

یہی بات حضرت جیسے علیہ السلام کی حیات کے متعلق ہوئی۔ کہ جب تک خدا تعالیٰ نے وہ آیات جن سے حضرت

مسیح کا مروج طور پر وفات پا جانا ثابت ہوتا ہے۔ انکی نظر سے مصلحتاً پوشیدہ رکھیں۔ اس وقت تک آپ بھی عام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو زندہ

قبیلہ کرنے رہے۔ اور اس طرح اہل کتاب میں باوجود قبلہ کے اختلاف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بیت المقدس کو ہی قبلہ تسلیم کیا۔ اسی طرح باوجود اسکے سلف صالحین

میں دفاتر مسیح کے بھی بیت لوگ قائل تھے۔ آپ بھی تسلیم کرنے رہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے اس راز کو کھول دیا۔ تو آپ نے پہلا عقیدہ اسی طرح ترک کر دیا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا حکم پا کر قبلہ بدل دیا۔

تھا۔ پس اس سے آپ کے خلاف کوئی استدلال کرنا مست

نادانی ہے۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی غیر مسلموں کو اعتراض کرنے کا موقع ہو گا۔

یہی بات آیت بما الدینا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے اس مضمون کے متعلق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے پہلے لیا۔ عوام الناس کا عقیدہ یہی تھا کہ کوئی نبی دوسرے نبی کا مصلح نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ نے یہی

اس آیت کا یہی مفہوم لیا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے حقیقت کھول دی۔ تو آپ نے صاف صاف کہہ دیا۔

”نبی کے لئے صحت صحت ہے یہی کہ خدا سے بندہ بدوی غیر پہلے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ خدا علیہ السلام

مشرف ہو۔ شرفیت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ ضروری ہے کہ صاحب شرفیت رسول کا

حق نہ ہو؟

ایڈیٹر صاحب اصلاح نے کہا ہے کہ ذلك الرسول فاعلمنا بعضهم علی بعض کے تحت جھوٹا نبی بڑے نبی کا بیع ہو سکتا ہے۔ مگر کسی کسی کو غرضت کا مصلح نہیں ہو سکتا۔

مسلمہ میں ایڈیٹر صاحب اصلاح کو گورنمنٹ کی اطاعت کیوں نہ ہو۔ لیکن انہوں نے اس کے لئے خود خدا کا نام لیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری

تو ہر وقت ہلازم ہے۔ خواہ وہ ہندو یا مسلمان یا عیسائی جس صورت میں بھی گورنمنٹ کی اطاعت اسکے نزدیک جائز نہیں۔ تو نبی کے تعین کو کب جائز ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا

فرماتا ہے۔ یعلم الرسول خلد اطاع اللہ۔ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اور فرمان ہے۔ لقد کان کلمتی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ مسلمانوں کو رسول اللہ کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے۔ اب فقیرانہ انداز پر

اصلاح کے خیال کے مطابق تو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کا نمونہ اختیار کرنا یہی ہے۔ کہ مسلمان گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔ کیونکہ اس کے نزدیک رسول نہیں کرتا۔ لیکن یہ وہی جو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ

کھیلے طور پر شائع کرے۔ اور اس طرح تو ان کا حضرت کا فرمان بیکار خدا تعالیٰ کا فرمان ہوا۔ اور آیت من یعلم اللہ وہاں ... یہ خلع نادانانہ خالہ آفتاب کا مصداق ہو رہا ہے۔ امید ہے صاحب اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر غلطی نہ کرے گا۔

پھر انا چور کو تو ان کو دانے۔ ہیں لازم قرار دینے کے لئے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ازراہ کمال ذہن سلطنت برطانیہ اور دوس کو باجوہ و جامع بنایا ہے۔ اسی جیسے ان کو بار بار ضرورت ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری کا اعلان کرتے رہیں +

افسوس کہ المرہہ یقیناً علیٰ نفسہ کے مطابق آج سے ہیں ہی شاید تفسیر یا ذہنی بکھر رکھا ہے۔ اور جلیل خود اتفاق کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ ہمیں ہی ایسا ہی سمجھ لیا ہے۔ اس منصب کی ایسی خوش ماری گئی ہے کہ وہ انہماک حقیقت کا نام بھی کمال توہین نہ کر سکتے۔ گویا اس تفسیر باز کو کوئی شخص شیعہ کہے۔ تو وہ اس کی قہرین کر سکتے۔ ہماری طرف سے جو کچھ کہا گیا۔ عیسائیوں کی مذہبی کتاب قرآن کے کہا گیا۔ دیکھو حزقی ایل باب ۳۰۔ پھر اس کی تفسیر دینے مسلمانوں کی کتاب حکمت بالغہ میں جو سلسلہ اشاعت علوم جدید آباد دکن کا پچیسواں نمبر ہے۔ دیکھو کہا ہے کہ۔

۱۰ باجوہ و ما جوہ دو فردوں کے نام نہیں ہیں۔

بیمکہ بعض مسلمان نے لکھا ہے۔ بلکہ پچیسواں

میل روس ہیں۔ اور باجوہ اقوام ہندو جو

اس وقت تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں ۹

(جلد اول صفحہ ۵۹۹)

پس جس کی مذہبی کتاب ان کا نام باجوہ و ما جوہ رکھتی ہے۔ اگر ہم وہ نام میں تو کیا حرج ہے۔ اسی کو کیا ربح ہو سکتا ہے۔ پھر ایڈیٹر اصلاح بلکہ خوشامد لکھا ہے کہ قرآن کریم میں قوم نصاریٰ کے بعض نشان پر نسبت دوسری اقوام کے لکھے ہیں۔ لہذا وہ کسی طرح باجوہ و ما جوہ نہیں ہو سکتے۔ جن کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے۔ ان باجوہ و ما جوہ مفسد دن فی الارض ۹

لیکن نادان اتنا نہیں سمجھتا کہ کیا مسلمانوں سے ہی بڑے نصاریٰ کے تشریف فرما کریم میں بیان کی گئی ہے جب مسلمانوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ یہودی خصلت ہو جائیں گے۔ اور ان کے مولوں کے متعلق خبر دی کہ علما فہم شریعت اذیل السلا

کہ وہ تمام مخلوق سے بزر ہو جائیں گے جس جب بھی ہے اچھی قوم بری ہو سکتی ہے۔ تو یہ معلوم نہیں۔ اس تفسیر کی اس سے کیا غرض ہے۔ اور پھر ان باجوہ و ما جوہ مفسد دن فی الارض۔ تو ایک واقعہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکا۔ - - - - -

- - - - - اور حق اذنا فحقت باجوہ و ما جوہ۔ اس آیت میں ان اقوام کی ترقی کی پیش گوئی ہے۔ چنانچہ آج بھی قومیں دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ انھیں سے قرآنی پیش گوئی کی نشان ظاہر ہو رہی ہے۔ اور پھر اگر قرآن نے ان کی کچھ تعریف فرمائی ہے۔ تو کیا حیلوا کمن یملأ مملواھن سواد المسبیل اعد لہم الذین قالوا ان اللہ ہما المسیم ابن مریم وغیرہ آیت دیکھیں جن میں نہیں۔ یہ فرقہ کریم کی خوبی ہے کہ وہ کسی قوم کی بدی کو بھی بیان نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی جو خوبی ہوئی ہے۔ وہ بھی بیان کر دیتا ہے۔ اس فقرے میں انا نبیہم کما ان میں سے واقعات کا یہی انکار لازم آئے کسی عقیدہ کا کام نہیں ہو سکتا ۹

آریہ سلج میں شہسی | ہندو دھرم میں بات کہ برگرز ہرگز ہائز اور دھرم

نہیں رکھتا کہ کسی مذہب کے انسان کو اپنا ملکہ گرو بنائے یہی وجہ ہے کہ ویدک دھرم کا دروازہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لئے بند نہ کیا ہے۔ اور اب تک کثرت ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اپنی قدیمی روایات کی بناء پر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی ایسا انسان جو ہندوؤں کے گھر میں نہ ہو۔ وہ وید مقدس کے روئے ہندو نہیں بن سکتا۔ اس کے علاوہ ان کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی خود کو بھی جو انہیں میں کی ایک قوم کا فرد ہے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ویدوں کو پڑھ کر پڑھنا تو الگ رہا۔ اس کو وید سننے تک کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر کسی طرح اسکے کاؤں میں وید منتر کی آواز پڑھی جائے۔ تو اسکے دل میں اسے پینڈا دیکھنے کہ سب سے بھلا کر اسکے کاؤں میں ڈالا جائے۔ کہ وید منتر صرف برہمن۔ چھتری اور ویش لوگوں کی تسخیر کی ہے

نہیں لیکن ہندوؤں کے فرزند آریہ سلج کو گوں نے گرو دیش کے حالات کے مجھ پر مکران نام ہاتھ کو بلائے طاق رکھتے ہوئے نہ موت شہدوں کو نہ بانی طہ پر ویدوں کے مستفیض ہونے کی اجازت دے رکھی ہے۔ بلکہ ہندو ایک لوگوں کے لئے ہی ویدک دھرم کا پھانک کھول دیا ہے اس مقصد میں انہیں جس قدر کامیابی ہوئی ہے اس سے وہ ہم زیادہ خود بخود جانتے ہیں۔ اور کبھی بھی اس کا انکار ہی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک سماجی اخبار آریگزٹ میں ایک جہان نما اپنے سماجی جانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

”نہانی طور سے عالمگیر دھرم بنانے ہوئے تم کسی عیسائی مسلمان کو شہدہ ذکر کرتے ہو۔ مگر اس کے

سوشل حقوق دینے کے لئے بنائے نہیں ہو۔ جہاں

کب تک ہے کہ وہ دھرمی ہندوؤں کو کھٹنہ ساتھ

پہنچنے ہی پر اکتفا کر چکا۔ کبھی نہیں اسی فوج کرنا

پہنے آپ کو ہو گا کہ دینا ہے۔ اب تم کے جوڑے

اسات کو کچھ سے طور سے ثابت کر دیا ہے۔ اور

یہ خیال سا ہو گیا ہے کہ کر یہ سطح میں قوت بائندہ

کی کی ہے ۹

ہمارے خیال میں یہاں سے آریہ سلجوں کا سامنے اسکے او کوئی قصور نہیں کہ انھیں نے اپنے سر پر ایک ایسا اوجھ اٹھانا چاہا جس کی ان میں طاقت اور بہت دہی۔ اور جس کے اٹھانے کی کثیر اقتصاد ہندوؤں کے عقیدہ کے روئے ویدک دھرم انہیں اجازت نہیں دیتا تھا اب اگر وہ شہدہ شہدہ لوگوں کو پورے حقوق نہیں دے سکتے۔ تو اسکے لئے وہ مذہبی طور پر معذور ہیں ۹

کیا اب بھی آریہ صاحبان اسلام عالمگیر مذہب ہونے کے متعلق غور نہ فرما دیتے۔ جو پچھلے ہزاروں کو سلوی اسیک ایسے حقوق دیتا ہے۔ اور اس میں جو حقوق ایک ہندوستانی

مسلمان کو حاصل ہیں۔ وہی اس شخص کو ہیں رجوع سلط ہو تا ہے۔ اس کی ایک نہیں دو نہیں۔ کئی ایک مثالیں اس وقت ہی موجود ہیں۔ اور ہم ہر وقت ان کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں ۹

بسم الله الرحمن الرحيم  
عنہ وارضہ علیہ وسلم

# خطبہ جمعہ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح و الہدیٰ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ہر مئی ۱۹۱۸ء

صورتوں سے سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیات تلاوت فرمائیں  
لقد جلدکم رسول من انفسکم من علیہ ما  
عنہم عربین علیکم بالمؤمنین دوف رحیم  
فان لو تو افعل حبس اللہ لا الہ الا هو علیہ  
تو کھلت و هو رب العرش العظیم (۹-۱۳۱۲۹)  
یوں تو اللہ تعالیٰ کے اصافوں فضلوں اور احسانوں  
کی گنتی نہیں۔ انسان کے جسم کا کوئی حصہ جسے چھو سکتا  
کے احسان کے نیچے دیا ہوا نہیں لیکن دیکھئے انعامات میں  
سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ایک بہت بڑا انعام  
ہے یہ بہت سے وقت میں جنھوں نے رسول کو پہلے اللہ علیہ  
وسلم کو پہچانا نہیں اور اکثر جن جنھوں نے پہچان نہیں۔ جو آپ کے  
دشمن ہیں۔ وہ اگر آپ کی شان ارفع بھی گستاخی کرتے ہیں تو  
وہ ایک جھٹکے ہوئے شخص کے ہونے پر یکن افسوس  
لے کر دھوکے کرنے والوں کی طرح ہوتے ہیں کہ وہ آپ کے مرتبہ کو  
نہیں سمجھتے۔ اور ایسی ہی باتیں کرتے ہیں جو آپ کی منزل  
شان ہوتی ہیں +  
بہت سے ایسے لوگ جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو  
رہبر نہیں سمجھا۔ وہ نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت دور چاہتے  
ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ شان عطا فرمائی ہے  
کہ مسلمان جمعہ ہی آپ کی تعریف کرنے کہتے ہیں +  
ہر ایک قوم اپنے بڑوں کو بڑا بناتی ہے۔ عیسائی

حضرت شیخ کو۔ ہندو کرشن اور رام چند کو خدا بناتا رہیں  
اسی طرح دیگر مذاہب کے لوگوں کو اگر دیکھا جائے تو معلوم  
ہو گا۔ کہ انہوں نے بھی اپنے بڑوں کو اتنا بڑا اور ہر دیا کہ  
خدا ہی بن گئے ہیں۔ لیکن کیا یس نبی ہے۔ اور اس میں شک  
نہیں کہ وہ فطری پر ہیں۔ کیونکہ وہ شر کے مرتجب ہو گئے ہیں لیکن  
ہیں اس حرامت پر تعجب آتے ہیں۔ جیسے ایسا چٹو ہوا یا  
جو سب سے بڑا ہے۔ مگر اس نے اپنے اس من کو اس کے  
اصلی درجے ہی گھٹانا شروع کر دیا۔ بہت سے مسائل ہیں  
ہیں کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت کے  
سمجھنے تو فطری میں نہ پڑتے +

بمقام حضرت خلیفۃ الاولیاء  
اختلافات کے فیصلہ  
وقت میں بار بار پیکر دیکھیں  
کا آسان طریق۔  
لئے باہر ملنے کا اتفاق  
ہوئے ملنے والے لوگوں کو اکثر یہی بتا کر ہمارے تمہارا  
اختلاف کا نصف ایک آسان طریق سے اس طرح جو صحت  
ہے کہ دیکھا جائے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
عزت اور عظمت ہمارے اعتقاد کے وہ سب سے بڑی  
ہوتی ہے بلکہ ہمارے اعتقاد کے۔ اگر آپ کی  
عظمت اور عزت کا خیال رکھا جائے۔ تو سب اختلافات  
سٹ جاتے ہیں +

حیات پھر ہمارے کس کے مسئلہ میں دیکھنا چاہیے کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کس میں ہے  
آیا اس میں آپ کی عظمت ہے۔ کہ جب آپ کی امت جو چاہے  
قراس کی اصلاح کے لئے ایک اور شخص کو لایا جائے  
جو براہ راست آنحضرت کے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اس  
کے نبوت و رسالت ہانے میں آپ کا کوئی تعلق نہیں  
یا اس میں آپ کی عزت ہے۔ کہ جب آپ کی امت جو چاہے  
تو آپ ہی کے غلاموں میں سے کوئی شخص اصلاح  
کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ پھر کیا آپ کی امت میں سے  
کہ آپ کے آنے سے وہ فیضان نبوت جو آدم کے وقت سے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ابتداء آدم کو مل رہا تھا بند  
ہو گیا۔ اور آپ خود انشائیں نہیں کے دنیا میں روک ہو  
گئے۔ اور آپ کی امت اس سے محروم گرد گئی یا اس میں  
آپ کی کامل اتباع اور پوری فرمانبرداری سے یہ رتبہ

حاصل ہو سکتا ہے +  
لیکن تمام مسائل میں جو ہم پر ائمہ اربعہ میں اختلافی  
ہیں مگر یہ دیکھا جائے کہ کون سا حق کو تسلیم کرتے ہیں  
میں اللہ علیہ وسلم کی عزت ہوتی ہے۔ اور کون سے جھٹکے  
تو معلوم ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے +

فرق آپ کے درجے کے سمجھنے  
اختلافات کی وجہ  
بڑا اختلاف پڑ گیا ہے اور اکثر  
لوگوں نے غور نہ کیا ہے۔ اگر ان کو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے حق میں معلوم ہوتے۔ تو ضرور خدا کی عزت بڑی  
ہوتی دیکھ کر ہمیشہ محبت اور عشق غم میں کو دیکھنے سے ہی  
پیدا ہو سکتا ہے۔ اور ہرگز نہیں ہو گا کسی شخص کی نہ کوئی  
غریبی معلوم ہو۔ اور ہر ایک کے خاص۔ اور ہر انسان میں سے  
محبت کس سے یا اس سے عشق پیدا ہو +

مولوی محمد قاسم صاحب ناٹوٹی  
محبت کیونکر پیدا  
ہوتی ہے۔  
عشق پیدا نہیں ہو سکتا اور کھانا  
صورت اچھل سے ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ علم سے ہی دیکھا جا  
سکتا ہے۔ مثلاً انسان کسی ایسے پیر اور آدمی کا قصہ چڑھا  
ہے جو کوئی سچا نہیں سمجھتا تو وہ جانتے ہی سمجھتے ہی  
دل کے دل میں اس کے حالات پڑھ کر خاص کیفیات پیدا  
ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی  
کے پاک حالات کو دیکھا جائے۔ آپ کا اٹھنا۔ بیٹنا۔ چلنا۔  
پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ چاہنا۔ سونا۔ لباس اور طرز نامہ و یو۔  
میل و ملاقات کو انھوں نے سنے ہے یا دیکھا ہے۔ جب یہ  
باتیں صحیح طور پر معلوم ہو جائیں گی۔ تو یقیناً آپ کے ایک بہت  
اور عشق پیدا ہو جائے گا۔ یہ روایت علم کے اندر ہو گی  
پس اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے  
لوگ واقف ہوتے تو ان کی ہر ایک پر تیار نہ ہو جاتے۔  
اور خدا سے دور نہ چاہتے۔ اگر ان باتوں کو وہ نظر نہ کر  
تھیں تو حقیقت میں ہوتے۔ تو ہر کبھی کوئی جھگڑا پیدا نہیں ہو سکتا  
آپ کی محبت اور آپ سے عشق خدا کی محبت اور خدا کے  
عشق کا موجب ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ قل ان کنتم تحبون  
اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔ اگر تم اس انسان کی  
اتباع کرو گے۔ اور اس کے ساتھ محبت رکھو گے۔ تو خدا



تم سے محبت اور پیار کر لگا۔ تو اپنی محبت خدا کی محبت میں  
 اس سے بڑھ گئی ہے۔ کہ آپ کے مثلاً  
**رسول کریم صلعم**  
 کا معلوم ہونا کیسا ضروری ہے۔ نیز  
 کی بعثت۔

کلمات کا کچھ حصہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت علیہ صدیق  
 رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق  
 اگر دیکھنا ہو تو قرآن کریم کو دیکھو۔ اس دینت جبرک انحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم صیحت ہوئے۔ دنیا کی حالت بدترین  
 تھی۔ بکروہر میں خرابی پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا کی کوئی برائی  
 ایسی نہ تھی۔ جو نہ پائی جاتی تھی۔ اگرچہ انسان گرد و پیش  
 کے حالات سے بہت موثر ہوتا ہے۔ اور جس قسم کا تونہ

اپنے ملنے دیکھتا ہے۔ اسی طرح خود ہی کہنے لگتا ہے  
 لیکن باوجود اسکے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو  
 بدترین نمونہ موجود تھا۔ تمام عرب برائیوں اور بدکاریوں کے  
 بھرا ہوا تھا۔ نہ وقت کے عیسائیوں کی حالت خود عیسائی ہونے  
 لکھتے ہیں کہ نہایت خراب ہو چکی تھی۔ زرتشتی گمراہ تھے۔  
 تھے۔ ہندو دھرم میں اعتدال پرستی اور عناصر پرستی کا انداز  
 تھا۔ اس تاریکی کے زمانہ میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ایسے انسان کا پیدا ہونا کیا کوئی سمجھتا ہے؟  
 فرمایا۔ لقد جاء خیر رسول من قبلہ من الفسکہ لوگو  
 فرما سوچو تو رہتی کہ یہ رسول تمہارے۔ اس قوم میں سے ہی آیا  
 ہے۔ تم میں ہی پیدا ہوا۔ تم میں ہی رہا۔ تم میں ہی اس نے دین  
 رات گندہ ہے۔ مگر دیکھو تمہاری محبت میں رہ کر یہ قوم  
 متاثر ہوا۔ اسکے لئے اخلاق کو دیکھو۔ اسکے پاس نمونہ  
 تو تمہارے تھے۔ اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ یہ تمہارے ایسا ہوتا  
 مگر اس نے اخلاق میں اس قدر ترقی کی کہ خدا نے اس کو رسل  
 بنا کر تمہارے پاس بھیج دیا۔

**انجمن صلعم**  
 واقع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے حالات کو دیکھ کر حیرت آتی ہے  
 کے فضائل  
 کسی محبت اور کسی استغناء تھا آپ کا  
 کہ آپ ان میں رہ کر ان سے الگ تھے۔ گو بظاہر اس  
 آیت سے آپ کی کوئی فضیلت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ اسے  
 دو! تم میں سے ہی تمہارے پاس رسول بھیجا کر ہی غیر  
 نہیں کیا۔ گو اس قوم کو جا بجا کہ تو بڑی خوش قسمت ہے

میں سے خدا کا نبی آیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے  
 معلوم ہو جائے کہ اسی آیت میں خدا تعالیٰ انسان کے ساتھ  
 کو خدا کا مخلص آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو بیان کر  
 دیا ہے۔ مگر میں کو کہا گیا ہے کہ قرآن کی کسی بات کو پیش کر  
 اس کا عمل اسکے خلاف نہ ہو گا۔ تم مشرک ہو۔ مگر یہ بچا  
 سوچو۔ تمہارے اخلاق میں رذالت بڑ۔ گناہ کے  
 اخلاق نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ تم ظالم ہو۔ مگر یہ ہم  
 ہے۔ حالانکہ یہ تم میں ہی پیدا ہوا۔ تم پر گناہ کیا تھا  
 پس یہی عذر گزاری۔ باوجود اس کے جب اس میں ایسی اعلیٰ  
 درجہ کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ تو اس کی عظمت اور بڑائی  
 کا اندازہ کرو۔

**انحضرت صلعم**  
 پھر فرمایا۔ عزیز علیہ ما عنتم  
 حسی علیکم بالوہابین وقت  
 کی شفقت  
 وحیم۔ پہلے آپ کی شفقت بیان  
 کی۔ اسکے بعد آپ کے رُحل ہونے کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔  
 اس پر شافی گذرے۔ اس پر ایسا جوہل ہونا ہے کہ جس سے  
 کروٹ جائے۔ (اور امر میں کی برداشت نہ ہو اس کو امر  
 عزیمت کہتے ہیں)۔ جب تم کو کوئی مشکل اور مصیبت آئے  
 تو یہ تکلیف میں پڑ جاتا ہے۔ مگر یہ تکلیف کے وقت نہیں  
 بلکہ اسی وقت جبکہ دیکھتا ہے کہ تم پر ایسی مصیبت آئی ہے  
 جو مافوق ہے۔ وہ استاد جو جانتا ہے کہ کڑکے کے اصلاح  
 کس طرح ہوتی ہے۔ وہ کسی وقت اس کو سزا بھی دیتا ہے۔  
 مگر اس کا سزا دینا اس کی اصلاح کو مد نظر رکھ کر ہوتا ہے۔ وہ  
 جانتا ہے کہ اس کو سزا دینی چاہیے یا نہیں؟  
 میں آپ کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن  
 اگر اس باب دیکھیں کہ اس کی سزا اس کے لیے کیا ہے  
 بڑھ کر ہے یا اسی جی کہ وہ بجائے اصلاح کے کہ  
 کا خاتمہ کر دیگی۔ تو بے شک اس باب دخل دینا یکین جو  
 والدین اس کی ہر ایک سزا میں دخل دیتے ہیں۔ اور  
 والدین سزا سے بھی گھبراتے ہیں۔ وہ گویا اپنی اولاد کو تو ب  
 خواب کہتے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر  
 حالت ہے۔ کہ ان کو کوئی ایسی بات ان لوگوں پر آتی کہ جس کو  
 وہ بردبار ہوتے تھے۔ تو آپ پر یہ بات شافی گذرتی  
 مگر اچھی تکلیف تھی۔ جو ان کی اصلاح کے لئے

پھر فرمایا۔ حریص علیکم لک فی امی یہ حالت  
 کہ کسی کی ایسی نصیبت نہیں ہو سکتی جس سے وہ ہلاک ہوتا ہو  
 دوسرے یہ کہ جب کسی کا نصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو  
 اس کی نجات کے لئے وہ تھکے۔ دوسرے یہ کہ جب  
 کو بچ کر نہا جاتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ سب دنیا اسکے  
 پاس رہے۔ تاہم اس کے ناوہ دیکھو اور مصیبتوں سے نجات پانے  
 جملہ ان انسان مال کو اس لئے جمع کرنا ہے کہ محفوظ ہو جائے

ہوئی۔ آپ گھبراتے تھے۔  
 عنت۔ اس نصیبت کو کہتے ہیں جس سے انسان ہلاک ہو  
 جائے۔ تو آپ کو گھبراہٹ ایسی ہی بات پر ہوتی تھی جس  
 سے وہ لوگ ہلاک ہوتے تھے۔ اور نہ ہمارے  
 ترقیب تو آپ خود دہانتے تھے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کی  
 ترقی کے لئے ضروری تھا۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ جب  
 میں تکلیف ہوتی ہیں۔ اگر آپ پر لوگوں کی ہر تکلیف شافی  
 گذرتی۔ تو گو با آپ انسانوں کو ترقیوں سے روکتے۔ جیسا کہ  
 ناجائز جوہر کے مرتکب مل باپ اپنی اولاد کو حضور کی تکلیف  
 میں ہی نہیں دیکھ سکتے۔ اور اس طرح ان کی زندگی کو گناہ  
 کر دیتے ہیں۔ بلکہ ان مصائب کو دیکھ کر آپ کو شافی گذرتا  
 تھا۔ جو لوگوں کی بربادی اور ہلاکت کا موجب ہوتی نہیں ہیں  
 آپ ایسی تکلیف پر نہیں گھبراتے تھے۔ جو قوم کی ترقی و فلاح  
 کا موجب ہیں۔

عنت۔ لغت میں ایسی تکلیفوں اور مشقتوں کو کہتے ہیں  
 جن کے نتیجے میں انسان ہلاک ہو جائے۔ کیا ہی بے وقوف آپ کا  
 اخلاق تھے۔ آپ کو تو یہ تھی مادہ آپ کو دکھ ہوتا تھا۔  
 لیکن ایسے مصائب میں کہ وہ ہلاک ہونے لگتے  
 تھے۔ پھر میں بعض لوگوں نے دین کے لئے بڑی بڑی مشقتیں  
 کیں۔ خود بھی جن میں آپ نے ان کو دکھایا۔ مگر یہ نہیں کہا  
 کہ سزا کا جسے جو ہمیں سزا کے وقت سب سے زیادہ دکھ نہیں  
 تکلیف ہوگی۔ اور اگر یہی سزا پڑے یا کہ دیکھو اس سے  
 اس کے لئے سزا دینا۔ کہ تمہاری جانیں ضائع ہو چکی اور دین  
 کے لئے سزا دینا۔ کہ تمہاری جانیں ضائع ہو چکی اور دین  
 دلائے تھے۔ بلکہ جو باتیں دیکھنے سے ہلاکت کا موجب ہو  
 سکتی تھیں۔ ان سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ اور ان سے سن  
 بھی دلائے تھے۔

پھر فرمایا۔ حریص علیکم لک فی امی یہ حالت  
 کہ کسی کی ایسی نصیبت نہیں ہو سکتی جس سے وہ ہلاک ہوتا ہو  
 دوسرے یہ کہ جب کسی کا نصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو  
 اس کی نجات کے لئے وہ تھکے۔ دوسرے یہ کہ جب  
 کو بچ کر نہا جاتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ سب دنیا اسکے  
 پاس رہے۔ تاہم اس کے ناوہ دیکھو اور مصیبتوں سے نجات پانے  
 جملہ ان انسان مال کو اس لئے جمع کرنا ہے کہ محفوظ ہو جائے

اسی طرح آپ ہی چاہتے کہ لوگ جن کے لئے ملک ملک میں ہلاکت ہے۔ آپ کے پاس آجائیں تاہم کت سے بڑے جائیں۔ تو فرمایا کہ یہ مومنوں کو جمع کرنا اور خدا کی محبت پیدا کرنے کے طریقے کھانا ہے ۔

**روفت رحیم** پھر فرمایا ہالو مٹین دفع رحیم اگر جب یہ لوگ کو جمع کر لیتا ہے۔ تو ان سے رافت اور رحمت کا سلوک کرتا ہے۔ حریف علیہما کہ دفع تو ہے کہ مومن پیدا ہوں۔ جب مومن پیدا ہو گئے۔ تو اب یہ بتانا تھا کہ کتنے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ وہ لوگ جو آپ کے پاس آجائے ہیں ان کے ثابت ہی شفقت۔ رافت۔ رحمت۔ رحم و کرم کا سلوک کرنا ہے ۔

بعض لوگ جو جمع کرنے تک اچھا سلوک کہتے ہیں۔ جب تک قبضہ میں لوگ آجائے ہیں۔ تو پھر ان کی کچھ پردا نہیں کہتے لیکن آپ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ نہایت ہی شفقت پیش لاتے ہیں۔ اور آپ انکی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ۔

یہ ایک شے ہے۔ نبی کریم کے لئے یہ اخلاق اور انسانی محاسن کا جو قرآن شریف میں بتایا ہے۔ جو ذکر ہوئے ہیں یہاں فرمادہ کہ یہ ہے وہ انسان اور کتنا ملے اس کا رتبہ ۔ جو لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ انہیں کفر انوس ہے دیکھو آج ہم سب موجود ملا۔ تو صرف اسکے فیض۔ حضرت مسیح موعود کی بشارت اسی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی امت جو دیکھی تھی اور ضرورت تھی کہ آپ کا کوئی خادم نہ ملے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد مانیت اس ہی کام کے لئے ضرورتیں موجود آنحضرت کی مدد مانیت سے مینوٹ ہوئے ۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمایا،  
**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی**  
اگر باوجود ان تمام شان کے ظاہر کر نہوالا۔  
خوبیوں کے لوگ بہ خوشی۔ تو کہہ دو خان تو لو ا فقل حسبہ اللہ اعلا اللہ الا هو ط علیہ تو کلت دھو دب العرش العظیم منجھ تو تمہاری کوئی پردہ انہیں۔ خواہ تم سب کے سب سے اٹ جاؤ۔ میں تو موعود ہوں۔ اور ایک ترمہ خدا کا ہے ۔

اوں۔ اسکی جگہ پر تیرہ دیا ہے۔ اور وہی سیر در جہ کو ظاہر کرے گا۔ چنانچہ آج مسلمانوں نے اپنے اپنے عقائد بنائے۔ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوئی ہے۔ اور آپ کو ہاتھ چھوڑ دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک ایسا مہرسل بھیجا جس نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شان لوگوں کے سامنے رکھ دی۔ سب لوگ کوئی مقابلہ نہ کیا۔ تو اس کچھ نقصان نہیں ہوگا کہ کلاسی کا نقصان ہوگا۔ جو مقابلہ پر آئے گا ۔

فرمایا کہ اگر یہ لوگ تجھ سے پھریں تو کہہ دو کہ میرا تو خدا اللہ کے کسی پر بھروسہ نہیں۔ وہی رب عرش عظیم ہے۔ وہ میری صداقت کے پھیلائے گا۔ سامان پیدا کر دیگا۔ چنانچہ جب کافی نے اس عرش عظیم پر ٹوکل کر لیا اسکی ہتک کی تو خدا نے ایک مہرسل بھیجا۔ جو اس کی عظمت و شان کو دنیا پر ظاہر کرے۔ اب خدا اپنی فوجوں سے انکی مدد کرے اور دنیا سے اگر اسکو قبول نہیں کیا تو خدا کو قبول کرے گا اور یہ ہے خدا اور مخلوق سے اس کی سہائی ظاہر کر دیگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام دوستوں اور تمام ان لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہم میں سے ہیں اس بات کی نگہ اور صرف سے کہ وہ اس عظیم شان انسان کو پہچانیں اور جانیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ کیا تھا۔ اور مخالفین کی انہیں کھلیں کہ وہ کس درجہ کا انسان تھا۔ جو خدا نے دنیا میں بھیجا تھا ۔

**قرضہ جنگ کے متعلق**  
گورنمنٹ کی طرف سے قرضہ جنگ کا اعلان ہونے پر سب سے پہلے مجھے ۲۴ مارچ ۱۹۷۷ء کے اخبار الفضل میں ملنے والی خبر کی چار صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ۔

”کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان لوگوں کے اس قرضہ میں شامل ہونے کے لئے بھی کوئی صورت نہ ملے جاتی۔ جو مذہبی طور پر سود کا لینا ہرگز جائز اصدا نہیں سمجھتے۔ تاکہ وہ بھی اس میں نہایت خوشی کے ساتھ حصہ لے سکیں ۔“  
چونکہ سود کا لینا اسلام نے ہرگز جائز نہیں رکھا۔ اس لئے

مجھے گورنمنٹ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا پڑی سچا اور صدا بنی امور قادیان نے اسے اپنے ہاتھ میں لیکر کام کے ساتھ پیش کیا۔ چنانچہ مبلغ گورنمنٹ میں قرضہ جنگ کے متعلق اور اپنی شرائط کو جو پہلا جلسہ ہوا۔ اس میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب اسسٹنٹ سکریٹری صدر انجمن احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ وک ہوا جس کے باعث یہی تجویز پیش کی۔ چھکے پاس ہو جائے یہی ایک کامان آجائے۔ قرضہ میں حصہ لینے پر خوشی آگئی ظاہر کی سسکے بعد صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ہاردر گورنمنٹ کی خدمت میں باضابطہ مراسلت بھیج گئی کہ آپ قرضہ بلا سود کا انتظام کرنے کے متعلق گورنمنٹ جناب میں توجہ کریں۔ پھر لاہور میں قرضہ جنگ کے متعلق جو خاص جلسہ ہوا۔ اس میں حکیم محمد حسین صاحب قاضی سکریٹری انجمن لاہور کے قرضہ میں اس وقت کہ پیش کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے بلا سود قرضہ لینا منظور کر لیا اور اعلان کر دیا ہے کہ قرضہ جنگ کے بلا سود ساری تفکیکوں کا یہی انتظام کر دیا جائے گا۔ انکے خریدہ داروں کو درخت پر دینے میں اس میں سے ملے گی ہے۔ دیا میں دیکھا جی جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ یہ جو ایک صورت جماعت احمدیہ کی طرف سے ملی گئی تھی۔ اور ہم گورنمنٹ کے مشکور ہیں کہ کتنے سے منظور فرمایا ہے ۔

امید ہے۔ اب جبکہ مسلمانوں کے لئے قرضہ جنگ میں شامل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ وہ نہایت خوشی سے اس میں حصہ لینے کے ۔

**قرآنی فتاویٰ**  
مولوی سید عبدالقادر صاحب۔ ناظرہ اقصیٰ لاہور ملاؤ کو نے یہ فتاویٰ شیف عتوں کے تحت جمع کئے ہیں۔ انکے سب سوال و جواب کے طور پر مسائل خود یہ جو عام طور پر لوگوں کو پیش آتے ہیں۔ بند قتل مجید لکھے ہیں۔ اور کسی کی جگہ جسے بھی مذہبی لکھی ہو بعض مقامات پر بعض اصطلاحات تبدیلی گئی ہیں۔ جبکی اگر ساتھ ہی تشریح بھی کردی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ بحیثیت مجموعی کتاب مفید ہے۔ کاغذ اگرچہ معمولی ہے مگر نیا اور مباحث کی صفائی نے اس کی کو پورا کر دیا ہے ۔ ۲۶۸۲۰

احباب سندھ و ہندوستان کے طلبہ و تلامذہ کی خدمت میں عرض ہے کہ ان فتاویٰ کی کاپیاں مفت میں دی جائیں گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## اسمہ احمد

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب الیم)

قرآن شریف میں حضرت یحییٰ ناصری کی ایک پیشگوئی درج ہے  
 ۱۰۰۰ کے بعد کسی ایسے رسول کی آمد کی خبر دیتی ہے جس کا  
 اسم احمد ہوگا۔ اصل الفاظ پیشگوئی کے جو قرآن کریم میں  
 درج ہوئے ہیں۔ قال عیسیٰ ابن مریم یذنی اسرائیل  
 انی رسول اللہ الیک صمد خالدا بین یدی  
 من الذل و قد یذنی امی رسول یاتی من بعدی  
 ۱۰۰۰ (مکرر صفت) یعنی فرمایا عیسیٰ بن مریم  
 ۱۰۰۰ کے لئے کہ اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے  
 ایک رسول ہوں۔ صمد نفی ہوں اس کو جو میرے شانے  
 سے یعنی قذات اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی  
 ۱۰۰۰ آگے۔ اور جس کا اسم احمد ہوگا۔ پیشتر اس کے  
 ۱۰۰۰ کے ساتھ اس موعود رسول کی تعین کی جاوے  
 ہم پہلے الفاظ اسمہ احمد کو ہی لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ  
 الفاظ کس حد تک ہم کو تعین کے کام میں مدد دیتے ہیں  
 پہلا الفاظ اسمہ ہے مشتق ہے۔ دم سے جس کے معنی نشان  
 ۱۰۰۰ کریم۔ نوگوار اس لحاظ سے اسم کے معنی ہوئے  
 ۱۰۰۰ اور چونکہ نشان کی طرح شخصیں تعین ہوتی ہے  
 نوگوار سے اسم کے پورے معنی ہوئے۔ وہ نشان وغیرہ  
 جس سے کسی شے کی تعین و تخصیص ہو جائے اس کا اسم  
 کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اسم سے مراد اسم  
 ۱۰۰۰ لیا جائے۔ یعنی وہ نام جس سے کوئی شخص عام  
 طرز پر مراد ہوتا ہو۔ خواہ حقیقت کے لحاظ سے اس نام کا مفہوم  
 نام بردہ میں پایا جاوے یا نہ پایا جاوے۔ مثلاً عیسیٰ  
 ایسے دہرے میں پائینگے۔ جن کا نام عبد اللہ یا عبد الرحمن وغیرہ  
 ہوگا۔ والا اگر حقیقت کے لحاظ سے دیکھیں۔ تو وہ  
 عبد الرحمن یا عبد الرحمن کے ناموں سے کوسوں دور ہوئے  
 ایسے اسم کو جس حقیقت کا ہونا نہ ہونا ضروری نہ ہو۔  
 اسم ذات کہتے ہیں۔ دوسری اسم کی یہ صورت ہے کہ

مثلاً کسی شخص کا کوئی نام بطور اسم ذات کے تو نہ ہو مگر اس نام  
 کا مفہوم نمایاں طور پر اس شخص میں پایا جاوے۔ مثلاً  
 محمد رسول اللہ کا اسم ذات کے طور پر نوحی اللہ نام نہ تھا  
 مگر عبد اللہ کے مفہوم کے لحاظ سے محمد رسول اللہ کے نزدیک  
 کوئی عبد اللہ نہیں گذرا۔ ایسے نام کو اسم صفت کہتے ہیں۔  
 قرآن شریف میں بھی اسم کے معنی صفت آئے ہیں  
 ملاحظہ ہو۔ ولہ الاسماء الحسنیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام  
 صفات پاک میں خاص لفظ اسم دونوں معنوں میں آتا ہے  
 اسم ذات اور اسم صفت۔ کیونکہ یہ دو ایک صفت کا تعین  
 اور تخصیص کرنے والے ہوتے ہیں +

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں اسمہ احمد دلی  
 پیشگوئی کس شخص پر چہان ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے  
 بعد دوسرے رسالت کے مئی ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام۔ یا تو پیشگوئی  
 اپنی ایک پوری ہی نہیں ہوئی۔ اور اگر ہوئی ہے۔ تو پہلے  
 دونوں میں سے کسی پر ضرور چہان ہوگی۔ پہلے ہم لفظ اسم  
 کے مفہوم اول یعنی اسم ذات کے لحاظ سے پیشگوئی کی  
 تعین کرنے ہیں۔ آخرت م کا اسم صفت محمد خدائی  
 نام آپ کا آپ کے بزرگوں نے رکھا۔ اسی نام سے آپ  
 مشہور تھے۔ دوسری طرف یحییٰ موعود کا نام تھا غلام احمد  
 یہی نام ان کے والدین نے رکھا۔ اور اسی نام سے  
 وہ مشہور تھے۔ یہ سرسری طور پر ہم نے من و دہ بیان رسا  
 پر ڈالی۔ تو ہم کو معلوم ہوا کہ یہ پیشگوئی کم از کم اسم ذات کے  
 لحاظ سے ان ہردو میں سے کسی پر بھی چہان نہیں ہوتی  
 تو پھر یہ اختیار کرنا تو یہ پیشگوئی اپنی ایک پوری ہی نہیں ہوئی  
 یا ہماری ظاہری نظر سے دیکھ کا کہا یا۔ پہلی صورت کو ملاحظہ  
 طور پر لفظ ہے۔ اس لئے دوسری صورت کو ہم بھی ملاحظہ  
 کرتے ہیں تا اگر سرسری نظر سے لفظ احمد کو ان دونوں پر  
 اسم ذات کے طور پر نہیں چہان کیا۔ تو شاید پیشگوئیوں میں جو  
 انفراد کا پردہ ہوتا ہے۔ اس کو نکال سکتے ہوئے ہم نام  
 گہری نظر سے لفظ احمد کا شعلی آنحضرت سے لفظ احمد  
 یا یحییٰ موعود میں سے کسی کے ساتھ اسم ذات کے طور پر دیکھ  
 سکیں۔ تاریخ اور احادیث سمجھ (وضعیات الگ رکھ کر)  
 شاہد ہیں کہ محمد رسول اللہ کا رسالت سے پہلے بھی اسم احمد

کے نام سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہو سکتا۔ دعویٰ سے پہلے  
 کی شرط اس واسطے ہے کہ دعویٰ کے بعد والا نام فعل تو اسم ذات  
 نہیں کہلا سکتا۔ دوسرے ضم پر محبت نہیں ہو۔ مگر دوسرے سے  
 بعد کا اپنے منہ سے آپ بولا ہوا نام بھی اسم ذات ہو سکتا ہے  
 تو ہم تو امان اللہ جاوے۔ مثلاً پیشگوئی ہو کہ عبد الرحمن نام  
 ایک شخص موعود ہو کر آئے گا۔ تو ایک شخص کسی حال میں  
 آئے اور کہے کہ میرا نام ہی عبد الرحمن ہے۔ تو وہ صحیح نہ سمجھا  
 جائیگا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں تو  
 یہ جھگڑا بھی نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسم ذات کے طور پر  
 دعویٰ کے بعد بھی کبھی اپنا نام احمد نہیں بتایا۔ اگر کوئی  
 دوسرے کے قیام ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ غرض محمد  
 رسول اللہ کے معاملہ میں وہاں ہی گہری نظر ملاحظہ ہو کہ دلی  
 لائی۔ کیونکہ لفظ اسم ذات کے لفظ احمد کا کچھ اور کچھ احمد۔ اب یہ  
 صیح موعود۔ اس کے متعلق ہی جیسا کہ پہلے اوپر بیان کیا جاتا ہے  
 سرسری تعین کرنے سے قاصر ہی اس نام کی گہری نظر میں  
 صیح موعود کا نام جو عام مشہور تھا۔ اور جو والدین نے رکھا  
 غلام احمد تھا۔ یہ رکھنے لفظ غلام اور احمد سے ماہم  
 نے دیکھا ہے کہ ان میں سے نام کا اصل اور ضروری  
 حصہ کون ہے۔ یاد ہے کہ نام ہو سکتے۔ تعین اور تخصیص  
 کے لئے اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم صیح موعود  
 کے خاندان کے ممبروں کے ناموں پر نظر ڈالیں۔ اور حقوی  
 دیکھ کے لئے نصب کو الگ دیکھیں تو اس میں سے کچھ دیکھ  
 ہم کو منہ نظر آئے گا۔ حضرت یحییٰ موعود کے والد کے چار  
 بھائی تھے۔ نوگوار یا کچھ ہوئے۔ ان میں سے تین ہیں  
 مرزا غلام حیدر مرزا غلام مرتضیٰ۔ مرزا غلام محمد الدین بیانی  
 دیکھیں میں فوت ہوئے۔ اس لئے ان کے نام کی یہی تک  
 تحقیقات نہیں کر سکا۔ مگر اتنا پتہ یقینی چل گیا ہے۔ کہ ان  
 کے ناموں میں غلام کا لفظ ضرور تھا۔ تو اب غلام کا لفظ تو ان  
 سب میں مشترک تھا اس لئے یہ لفظ ان کے ناموں کا اصل  
 حصہ نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس سے تخصیص پیدا نہیں کی بلکہ تخصیص  
 پیدا کرنے والے حیدر اور مرتضیٰ اور محمدی الدین الفاظ تھے۔ پس  
 اگر ان کو ہی اصل نام کہ دیا جاوے۔ تو صیح نہیں۔ اب  
 اس کے چلنے حضرت یحییٰ موعود کو دیا جائیگا۔ آپ کا نام غلام  
 تھا۔ اور آپ کے بڑے بیانی کا نام غلام قادر تھا۔ یہاں غلام



# غزل

(نیتبہ فکر خیالہ و انقار علی خاندان صاحب گہر بام پری)

شوقِ نظر بھی ہو لذتِ دیدار بھی ہو  
دل میں اک زخم بھی ہو زخم میں اک خار بھی ہو

دل اگر ہو تو کوئی دل کا خریدار بھی ہو  
غم اگر ہو تو اسی کوئی غمخوار بھی ہو

سیرتِ صبر میں ہو غیرتِ بی کی جھلک  
جلوہِ ناز میں سوزِ شہِ ناز بھی ہو

جنبشِ غیرتِ حق کے لئے کافی ہے یہی  
طلبِ عفو بھی ہو گر یہ اسی رہی ہو

خارجِ قوم بنے ہو تو دور کی چوڑو  
یہ نہ ہو دانہِ تسبیح میں زنا رہی ہو

و عفو خلوت و جلوت میں نہیں تم کیسا  
تم اگر یار کسی کے ہو تو عیار بھی ہو

جوشِ قومی کے لئے چاہئے تقویٰ کا لباس  
ریخِ فخر بھی ہو دستِ محمدار بھی ہو

سرکھٹ سینکڑوں ہیں کون بڑی شیرکھٹ  
دل تو لاکھوں ہیں کوئی لینے کو تیار بھی ہو

امتیازِ حق باطل بھی رہی کچھ اے شوق  
کچھ گلا میرا تو کچھ شکوہ اختیار بھی ہو

لطفِ مے کے لئے درکارِ جی عالی ظرفی  
نشہِ جن میں سرشار بھی ہو شیار بھی ہو

غلام کا لفظ ہر شرک تھا۔ اسم کا کام ہے۔ ایک حد تک  
تخصیص کرنا وہ تخصیص کس شخص کے قائم کی؟ ہمارا میرزا ہے  
کہ ایک طرف احمد نے اور دوسری طرف قادر نے۔ پس جن  
ہیں کیا بھی کو اصل نام کیا جاوے۔ سب موعود کے چا مرزا  
غلام محمد الدین کی نسل میں ہی ملے گا۔ ان کے تین بیٹے  
ہوئے۔ جن کے نام تھے مرزا کمال الدین۔ مرزا نظام الدین  
اور مرزا امام الدین۔ ان میں جن کا لفظ شرک ہے۔ اور نام  
اور نظام اور محل نے تخصیص کی پس وہی اصل نام شرک ہے  
پھر گئے چلے۔ مرزا غلام قادر جو سب موعود کے بیٹے  
جائی تھے۔ لئے ہاں تک دنیا ہوا جس کا نام رکھا گیا۔

عبد القادر۔ گویا سب سے پہلے ایک خصوصیت ملے اس  
نام کو دہ میں لیا پھر یہی نہیں۔ خود سب موعود کی اولاد کو  
دعوت دے۔ دعوت کے جسکی مثال تو آپ نہیں گے نہیں۔  
دعوت سے بہت سال پہلے جب آپ بھی جان ہی تھے۔  
اور بالکل گوشہ نشینائی میں اپنے دن کاٹتے تھے سادہ برداری  
دنیا میں کوئی آپ کو نہ جانتا تھا۔ آپ کے ہاں دولت کے پیدا  
ہوئے۔ جن کے نام رکھے گئے۔ مرزا سلطان احمد اور  
مرزا فضل احمد۔ دیکھئے ہاں کہ اصل نام کون ہیں یہاں  
وہ نام جسے آپ کو چاہئے خصوصیت دی تھی۔ پھر احمد  
حضرت سب موعود کے والد نے دو گان آباد کئے تھے  
ان دونوں کو اپنے دو بیٹوں کے نام پر موسوم کیا۔ ایک  
کا نام رکھا قلات آباد اور دوسرے کا احمد آباد۔

ان سب باتوں سے بیخبر تھا کہ حضرت سب موعود کا گویا  
نام غلام احمد تھا۔ لیکن نام کا اس اور ضروری حسبِ بیعت  
وہ حصہ جس نے آپ کی ذات کی خصوصیت پیدا کی۔ احمد تھا  
اس لئے کوئی حصہ نہیں۔ مگر یہ کہا جاوے کہ آپ کا اصل  
اسم ذات احمد ہی تھا۔ وہو المراد۔ مگر یاد ہے کہ یہ اسم  
شرع میں ہی ملتا تھا کہ پہلی نظر میں کو محمد رسول اللہ اور  
سب موعود دونوں کی طرف سے ناموس کرتی ہے لیکن  
ہاں اگر ان ہر دو رسولوں میں سے کسی ایک پر پیشگوئی کو  
ضرور اسم ذات کے طور پر ہی چسپان کرنا ہے۔ تو عقلِ سلیم  
کا یہی فتوہ ہے کہ احمد جسکی پیشگوئی کی گئی تھی وہ سب موعود ہی  
تھے نہ اسکو جب ہم یہ خیال رکھیں کہ سنتِ اللہ کے موافق  
پیشگوئیوں میں ضرور ایک حد تک اختصار کا پردہ بھی ہونا چاہئے

مردود و اس حال میں غلام کا نام رکھنا نہیں چاہئے۔ بلکہ ایک صورتِ زندگی کے لئے چاہئے۔ جیسا کہ در بیان آتا۔ مگر یہ بھی آخر نام کے ساتھ ہی ہے۔ (باقی آئندہ)

خاطر سائل سکیں گے رہے کچھ تو لحاظ  
وضعِ انکار میں رہی کتنی استہوار بھی ہو

تیر زبانی کی خواہش ہے تو سچان نشہ  
شوق سے بنے مگر طرہ طرہ رازی ہو

وہی صورت وہی ریشہ ہو جو محمود کی ہے  
سو گفتار بھی ہو شوخیِ رفتار بھی ہو

حسنِ جلال سور بھی ہو زرب افزہ بھی ہو  
زلفِ جسمِ داری بھی ہو چشمِ حیا دار بھی ہو

نورِ تخیل بھی ہو عزمِ جہانگیر بھی ہو  
محزونِ علم ہو گنجینہ اوار بھی ہو

در تبے سود ہے یہ خواہش بزمِ آماں  
کچھ تو ہمیں کے لئے گری باز رہی ہو

چلیے اُترتو دلی کے لئے اے گوہر  
بیعتِ یار بھی ہو سیرتِ احسار بھی ہو

ہم نے کداریں۔ جناب خان صاحب نے انقار علی  
صاحب کے جھولنے بند کی گزارش کو شرفِ بزم  
جنگل اپنے دلہیزِ کام کے شائع کرنے کا  
موقعہ دیا۔ اور آئندہ کے لئے امید دلائی کہ یہ  
ترجمہ بڑی جلدی رہیگی۔

غلام کے فضلِ کرم سے ہماری حاجت پوری ہے  
ایسے سخن سرا اور شعرِ خوش جو دریں جو عرصہ شوقین

میں اشدب خیال کی راہواری کے کیاں دکھا سکتے  
ہیں لیکن انوس کو اکثر نہیں دکھانے یا کہ کہنے

ہیں۔ غلام خان کا فرض ہے کہ جب خدا کے ارادے میں  
ہو گا تو وہی ہے تو ضرور سب موعود کو اس غلام کی نظر

رکھتے ہوئے کہ  
کچھ شعور شاعری آج نہیں ملتی۔ اس لئے کوی نہیں چاہی

(باقی آئندہ)

## مختصر و باد مقدمہ امرت

مسی سلیح الدین عمر تھنا ۲۱ سال مذہب انجلیٹ نماز  
مذہب کا پابند خوش خلق نیک سیرت کٹر مذہب سنگا امرت سرین  
بمحلہ پنے ہر دو بار در کلاں والدہ دہتا تھا جس کی شادی  
ہوئے ایک سال گذر رہی ہے۔ یہ شخص جذبات سے اپنے  
بھائیوں سے نفرت غیرہ اسباب نامی فتنی تھنا تھا دو بیہ  
لیکھ علیحدہ ہو گیا۔ اور پنے سلا سے ملکہ کام کرنا شروع  
کر دیا۔ ایک رات اسکو خواب میں ایک نیک مرد نے کہا  
کہ تم جہالت سے غافل ہو چکے ہو۔ تمہاری نماز صحیحہ نہیں ہوتی  
اسکے جواب دیا کہ میں تو مسجد میں باجماعت ہی نماز پڑھتا ہوں  
اس نیک مرد نے پھر کہا کہ نہیں تم جہالت کے ساتھ نہ  
پڑھو۔ دوسری رات پچھلے ہی خواب دیکھا۔ اور اس  
نیک مرد نے چار پانچ احادیث کو جو اس مجلس میں رہتے  
تھے۔ اور ان سے اس کی گفتگو سلسلہ کے متعلق ہوتی رہتی  
تھی (دیکھا کہ ادا اشارہ کہہ کے کہنا لگے ساتھ نماز پڑھا  
کہ۔ پس اس شخص نے تیسرے دن اٹھتے ہی احادیث کے  
کہا کہ میں تمہارے ساتھ نماز پڑھا کر دل کا۔ چنانچہ اس  
ایسا ہی کیا۔ جب احادیث کے ساتھ عملہ والوں نے نماز  
پڑھتے دیکھا۔ تو مجلس میں لبک شور مچ گیا۔ اور اس دیکھا  
کو بیت مارا بیٹھا گیا۔ اور مکان میں بند کر دیا۔ لوگ  
دیکھیں دیتے۔ اگر کسی باہر نکلتا تو اسکے پیچھے تاباں جیٹ  
اسکو ساکر حضرت مسیح موعود کو گالیاں کھینچتے۔ بس تو  
سراج الدین پر پھر ہی پھینکتے۔ جب یہ حالت ہوئی۔ تو نیک  
غیر احمدی کے ذریعہ اسکے بھائی زادہ کو بھایا گیا کہ اس میں  
مولویوں کا کچھ بگڑنا ہے اور نہ احمدیوں کا تمہارے  
بھائی کو نامی تکلیف ہو رہی ہے۔ مولویوں کے کہنے  
سے اپنے بھائی کو کیوں بیٹھا بیٹھاتے ہو اس پر سراج الدین  
کو اجازت مل گئی کہ بے شک احمدیوں کے ساتھ ہی نماز  
پڑھا کرے۔ اور اسکے بھائیوں نے لوگوں کو روک کر شروع  
کیا۔ اور وہ نمازوں اور جمعہ میں ہمارے ساتھ شامل ہوتے  
تھے۔ سالانہ جلسہ پر قادیان آنے کے لئے اس کے بھائیوں  
سے ملنے سے روک دیا کہ یہ۔ کہ لئے بھی دئے۔ اور اس

نے اپنی خوشی سے رخصت کیا اور وہ حضرت خلیفہ ثانی  
محبوب بزدانی کے ہاتھ پر جوتے شرف ہوا۔ جب پس  
آیا تو دیکھا کہ بسکی بوی گھر کا سارا مال و متاع انہماک لپٹے  
مال باپ کے گھر چلی گئی ہے۔ اور اس کے سرسرا لے آئے  
روک دیا کہ ہمارے گھر مت آنا۔ تم مرزا کی مرتضیٰ خاں (بندہ)  
ہو گئے ہو۔ مجلس پھر شور مچا دیا اور بھجاک کو لوگوں  
نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور مولویوں نے بھی مسیح علیہ  
السلام کا فتنے دیا۔ کہ یہ شخص نفوذ باللہ مرد ہو گیا ہے۔ اسکو  
جو مسلمان کہتے وہ بھی کا فتنہ ہے۔ اور لوگوں کو زانی کہا کہ مرد  
کا قتل کرنا بھی کارغراب ہے۔ پس کیا تھا۔ امرت سرین  
جہاں مسیح موعود علیہ السلام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
طرح پتھر چلائے گئے۔ سراج الدین اس کی غلامی حاصل  
کے کہ کسے پتھر کھینچتا تھا۔ مگر اس نے انکو بھی صبر کیا۔ آخر کار  
اس پر بھی مولویوں نے بس نہ کی۔ اور سراج الدین کے سلسلے  
کو کہا گیا کہ تم اپنی بیٹہ کے نکاح کے متعلق دعویٰ نہ کرو  
چنانچہ اسکے سارے گلاب خاں نے اپنی بہن کی طرف سے  
دعویٰ کیا کہ میرا خاوند بیٹھا مرزا کی ہونے کے مترادف  
ہو گیا ہے۔ اس واسطے میرا نکاح منع ہونا چاہیے۔ اسی دن  
میں پتھر لگ گیا۔ بند نے حضور اور خدام ابی اسی حضرت  
خلیفہ ثانی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کا حکم نامہ  
ایک میرے نام دوسرا سکریٹری صاحب ڈاکٹر عباد اللہ صاحب  
کے نام آگیا کہ مقدمہ کی پردی کو۔ دست پر ہم بھی توجہ کر کے  
پینے پر حکمت امر میں سنا یا۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ صفت  
رحمان کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے یہ گرفت بھلا بیٹھا کہ  
مالوں۔ جانوں کی محافظہ مندرجہ کے بھیجی ہے۔ کس جس قدر  
ہم جماعت احمدیہ علما کی طرف سے غلام ہیں۔ شاید یہ  
کوئی قوم ہو اس واسطے اس گرفت کی ہم قدر کرنی چاہیے۔  
اور صفت رحمانیت سے حصہ لینے۔ کہ لئے اسکے آگے  
زیادہ کرنی چاہیے پس آپ لوگ اپنی مظلومانہ آواز نہ رکھا  
تک پہنچائیں۔ جماعت احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے  
آباد ہو گئی۔ اور چننے فراہم ہونا شروع ہو گیا۔ کہ یہ کس طرح  
بالکل نادار شخص ہو گیا تھا۔ اور جو جاننا تھی۔ وہ اس وقت سے  
اب تک اس کی خدمت اپنے دل باپ کے گھر لگتی ہوئی  
ہے۔ ہفتہ کے بعد سراج الدین کو اس فتنہ کو آگیا کہ

۲۴ فروری حاضر ہو کر جواب دو۔ عدسہ دن بچے گئی قادیان  
جائے کا اتفاق ہوا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ کام قوی  
ہے۔ صرف جہالت امرت سرین کا ہی نہیں۔ دست پر ہم بھی مذ  
کرینگے۔ جسے عرض کی گئی احوال جماعت امرت سرین سارا وہ  
مقدمہ کا انہماک ہے۔ حضور دعا ہی فرما دیں۔ وقت پڑا تو  
خود عرض کر دی جانتے گی۔ چنانچہ مالی مدد کی اور جگہ سے نہیں  
لی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ پنے چودہری خضر اللہ خان صاحب  
پر شرٹ مٹا کر لا کر لا کر لا کر لے آئے۔ وہ نازخ پڑا جائینگے۔  
چنانچہ ۲۴ فروری کی رات کو ہی صاحب چودہری صاحب صوف  
جمہور خاکٹر عباد اللہ صاحب تشریف لے آئے۔ صبح دوستوں  
نے ملاقات کی اس تاریخ پر صرف دو گھر صاحب! اور سیال آباد  
صاحب چودہری صاحب کے ساتھ کچری میں جانا مناسب سمجھا گیا  
جہاں سے واپس اگر صاحب چودہری صاحب نے فرمایا کہ وہ تاج  
مابرج مقرر ہو کہ مندرجہ ذیل تحقیقات قائم ہوئی ہیں (۱) کیا  
مدعا علیہ جو مرد ہو جس نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی  
کے مسلمان نہیں رہا۔ ثبوت بذمہ مدعی۔ (۲) اگر ایسا  
ہو تو ہے۔ تو کیا مدعیہ خارج ملک کا دعوے کر سکتی ہے۔  
ثبوت بذمہ مدعیہ۔ (۳) اگر یہ ثابت ہو کہ مدعا علیہ باوجود  
مرزا غلام احمد صاحب کا مرید ہو جائے تو مسلمان ہے۔ تو  
کیا دعویٰ مسیح علیہ السلام کو کر سکتا ہے یا دعویٰ استقراریہ۔ ثبوت  
بذمہ مدعیہ +

۱۰ مارچ۔ شہادت مدعیہ کے لئے مولوی محمد حسین بٹاوی  
مولوی عبدالواحد خونی۔ مولوی احمد امجد امجدی۔ وہیوں  
میں سے تھے۔ اور مدعیوں سے مولوی فدا احمد۔ مولوی عبداللہ  
مولوی غلام مصطفیٰ آئے۔ اس تاریخ میں مذہبی کچری گیا  
اور مولوی عبدالواحد صاحب خونی سے کہا کہ کچری تک پہنچ  
گئے۔ راستہ میں اپنے گھر کے کچھ کوئی خبر نہیں کہ کیوں کچری  
ہمارا حمل۔ صرف کن آئے یہ بتنے دیکھا کہ وہ کچری  
فتوے پر پینے کوئی دستخط نہیں کئے۔ لیکن اس طرح کا کوئی  
فتوے یا نہیں۔ ثناء اللہ خذ کا ذہب۔ وہ احمدیوں کو کیوں  
کا ذکر کرتا ہے وغیرہ۔ مولوی عبداللہ صاحب ہنڈکے ان کے  
کہ فتوے لکھنا سنئے دستخط تھے۔ اور انکو خوب یاد تھا کہ کیا  
شہادت شے لے جا رہا ہوں۔ مگر سب باتوں میں سبک سلٹنے  
لا علی کا انہماک فرماتے گئے۔ نیز یہی السوس ہے کہ جب

کی نبوت اس آیت و حدیث کے برخلاف نہیں ہے۔ و میرے  
کے دو کس نے یہی سوال کیا تھا کہ تم لوگ ہیں کا فر کہتے ہو  
جس کا جواب اس کے حسب دل خواہ ہاں میں دیا گیا ۔  
ہمارے علماء کی شہادت حقہ کا اقرار مولوی شاد اللہ  
یوں کرتا ہے کہ :-  
”مولوی محمد رفیع اور مولوی سید فرید شاہ کی رائے مولوی  
کے ہم قائل ہیں۔ جو کچھ انہوں نے بیان کیا۔ وہ عین  
مرزا صاحب کی تفسیر کے مطابق کیا۔ اور مرزا نے  
کی دہری تبلیغ اور شاعت کی۔ اور کوئی بھی ایسی  
نہیں رکھی۔ شاہ اش “ اہل حدیث ۲۰ ص ۱۰۰  
والفضل صل ما شہدت بہ الا بعداء  
اور اپنی کتب کے لئے مقرر ہوئی۔ جس کے دل بھی اگر  
شاد اللہ صاحب کے ہوتے تھے۔ اور کتابیں ساتھ نہیں  
ہمیں یہی ایک ذریعہ منصفی تھا کہ جسے کر کہا تھا بیٹ  
جو کہ انگریزی میں پی۔ اے۔ واسطے مفصل لکھنے سے دست  
پیشے معذور تھیں۔ ہمارے چودہری صاحب نے محمد  
اور فیصلیات میں فیکوٹ و ڈائیکٹوریٹ اور حضرت صاحب  
کی کتاب میں جو حدیث و فقہ پر ہے ثابت کیا کہ ہم جتنی  
طور پر مسلمان ہیں۔ چودہری صاحب نے جو حدیث تقریر کر لی تھی  
کی۔ تمام کردہ حالت سامعین سے پُر تھا۔ میرا بعض پیر  
اور وکلاء بھی تھے۔ آپ کی انگریزی تقریر بہت اسی و پچھی  
سے سنی گئی۔ اذاجا بعد اللہ والفقہ دکن کا  
نفاذ تھا۔ الفرض بحث فرمایا ہمارے گھٹے میں ختم ہوئی اور  
۲۰ تاریخ فیصلہ کی مقرر ہوئی۔ اس مقدمہ میں ہر ایک نے اپنی  
نہر اس سے کرنے حسب حیثیت جمع کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو  
جدا سے فرمے ۔  
۳۰ اپریل تک غلام غوث تھا۔ اور مولوی الدین صاحب پجری  
تھے۔ تاکہ ہم سب کو دیکھ سکیں۔ بقول فیصلہ حدیث میں :-  
کہ قریب مصلحتاں تمام تھیں اور ساجدین کو سنا سنے بلکہ  
حکم نہایت سراج الدین مسلمان۔ دعویٰ میرے خارج ہے اس  
مقدمہ میں مخالفین امر تشریح سے کہتے تھے کہ قرینہ کلمہ کی  
دوڑی حاصل کرنے پر کوری سے یہی باب مجتہد شروع ہو جائیگا  
رات کو کہ نہ کی دیکھیں کہ ان کو نو نو پر کو کھلائی تھی اور سنا  
وقت دوسرا نکاح کیا جاوے۔ اور مرزا نے یوں کر کہیں کہیں

[illegible]

# سفرِ انگلستان

جہاز پر پندرہواں

(۵-۱۹۱۴ء)

بجیڑ روم میں  
پہلا دین۔

جہان کے چلنے سے قبل ہیں  
پورٹ سعید کی سیر۔ علماء کی ملاقات۔ جندگوں کو قتل  
اور دروآؤں کی بیعت عربی فارم پر۔ لوطیہ لکھنؤ کی  
بیعت کی فارم پر شہرہ حضرت خلیفۃ المسیح دوم  
معاذ اللہ میں ردائے کشتہ تھے۔ گما سوقت اتنا وقت نہ  
تھا کہ میں خود کھانے پر جاسکتا۔ اس واسطے ایک شخص  
کو جو کھانے جا رہا تھا۔ دونوں مٹائے اور ٹھٹھکے  
پیسے دیئے تھے۔ امید ہے کہ یہ روایت غلطی سے  
قادیان پہنچے ہونگے۔ اور سہ ماہی کی رپورٹ صبح  
انبار ہو چکی ہوگی ۔

جہاز کے چلنے سے قبل پچھلے سرے پر ایک نپ  
چڑھا دی گئی۔ جہاں انگریزوں کی ہر وقت جہاز میں لئے  
کھڑے رہتے تھے۔ جہاز چلنے سے تھوڑی دیر بعد  
ایک اشارہ ہوا۔ سب لوگ اپنے اپنے بیٹھ کر سے  
باندھ کر اپنی اپنی کشتیوں کے پاس جا کھڑے ہوئے۔  
نائب کپتان صاحب نے سب کی حاضری اپنے دفتر پر سے  
بلائی۔ میدانِ ہلایار، مشرقِ محمدیہ بھی قائل ہوئی۔ سات  
کو جہاز تیار؟ اتنی دیر کو کہہ ہے۔ کل شام سے تیار  
نہیں کیا۔ ۱۵۰ میل طے ہوئے ہیں۔ وقت بیٹھ کر شخص  
ہر وقت اپنے پاس رکھنا ہے۔ خواہ کھانے کے کمرے  
میں ہو۔ اور خواہ ڈبک پر۔ لیکن کلاس میں کوئی لیڈی  
سوار نہیں۔ فٹ کلاس میں نہیں ہیں۔

ایک اور نو مسلم جن اصحاب کو تبلیغ کی جا رہی ہے انہیں سے ملک ماحول نکلتا ہے

فضل سے سب کچھ قبول کر لینے کے مقام پر پہنچے۔  
 کا کھڑنڈ۔ چنانچہ ان کی درخواست بیت بکروف انگریزی  
 اس مضمون کے شامل بخسود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ  
 ارسال کی جاتی ہے۔ پہلی درخواست انگریزی پورسٹل  
 سے روانہ خدمت حضور اقدس پر بھیجی ہے۔ اس میں  
 نام مسٹر کنگسٹن۔ انجینیئر ملکہ میں ایک کمپنی کے کلب  
 آفریڈ میں قازم تھے۔ اپنا پتہ وطن آئرلینڈ جابا ہے  
 ہیں۔ اسلامی نام دانیال انہوں نے ہند کلا پیر بھی ہیں  
 ابھی انہیں کہہ سکتا کہ علی اور پہلے مسلمان ہو گئے  
 ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ ایسے ہو جائیں گے  
 اللہ تعالیٰ استقامت اودو حافی ترقیات عطا فرماو  
 آمین نعم آمین

آزمایشی توہین

آج صبح اعلان ہوا تھا کہ اس آزمائشی توہین میں ایک سو نو سو نوک

تیار کیا جائے گا۔ ایک سو نو سو نوک پر ایک سو نو سو نوک

پہنک دیا جائے گا۔ جب وہ دور چلا جائے گا تو اس کو نشانہ

کے نو سو نوک ملے گا۔ گویا جہاں پانی میں چھلکا اس کے

نصف میں لٹے گا۔ اگر چھلکا اسی طرح لٹے گا۔ چھلکا

کھلے گا۔

**سردی** سردی خاصی ہے گرم کپڑے پہنے سے بدن کو سردی نہیں لگتی۔ مگر باوجود گرم بنز چاہئے کہ گاہے گاہے سر میں سردی محسوس ہونے لگتی ہے۔ تب ہی سردی لگنا شروع ہوتی ہے۔ باوجود سردی کے ٹرک پر نام معلوم ہونے کے۔ کہ میں صحت رات سونے کے وقت جانا ہوں۔ نمازیں اندونی ہو لہذا پڑھتا ہوں ہو لہذا اس یہ چھانڈ کو کہتے ہیں۔ جب تک اندر صاف دل کا اور دیر گویا اب رکھا رہتا ہے۔ اور روزانہ ایک دفعہ کھولا جاتا ہے۔ کچھ صبح جب نماز پڑھ کر میں ٹرک پر آیا۔ تو ایک منگیز خوب کا معائنہ کرنا ہوا اور دوسریں سے چاروں طرف دیکھنا ہوا میرے پاس آیا۔ بعد ملا کہ کہنے لگا۔ آپ بہت سویرے اٹھتے ہیں۔ دینے کہا اس واسطے کہ کچھ لکھنے سے قبل میرے لئے موزی ہے کہ اپنے خدا کو یاد کروں۔ کہنے لگا۔ آپ سورج ٹھہرنے کے وقت ہی جہاد کر رہے ہیں جیسے کہ پہلے ٹھیک۔ ٹھیک ڈوبنے کے بعد

کہنے لگا۔ کما سب ملنوں میں ایسا رواج ہے۔ جیسے کہ ہا کر دیا  
 نہیں۔ بلکہ ذہبی حکم ہے کہنے لگا۔ کیوں ایسا حکم ہے جیسے  
 کہا۔ تاکہ ہمارے حق کا شروع اوصاف اور درمیان سب انڈ  
 کے نام سے ہو۔ پھر چھا۔ آپ بزرگ امر کیوں رکھتے ہیں  
 جیسے کہا۔ اس کے کھونٹے رنگ قدر حقے نہا تاں کی روئیدگی  
 کے واسطے بند کیا ہے۔ مجھے بھی یہ پسند ہے۔ کہنے لگا۔  
 کیا یہ طرہی حکم نہیں ہے کہ نہیں

ایک تبشیر روایا | جو کچھ اس سے ہر طرف آمیز جاننا  
اور زیادہ کن کشتیوں ہی کا ذکر جو تار  
اس واسطے پری طبیعت بھی کہ پریشان رہی۔ رات بے دیکھا  
کا کوئی شخص بھگڑی میں جے کہتا ہے۔ اور تعالیٰ اس جہاد کا  
کارڈ (ملاحظہ ہے۔) مسیح نے بغواب جہان کے بعض فرسوں  
ملازموں اور مسلمانوں کو بنایا۔ مانگوئی اتھ امپریادی صاحب  
بھی اس نشارت کو نکل خوش ہوئے ۔

## جہاز پر سوٹھواں دن

(۶-۱) اپریل ۱۹۱۷ء

**ورزش** | الحمد للہ! آپ تک کوئی خطرہ پیش نہیں ہوا۔  
 ورزش سبھی ساکن ہے۔ مہاراجا میں بہت حرکت نہیں  
 ہے۔ اس میں نہ کھانے کے قریب اچانک سا رخ ہوا۔ سب اپنے اپنے  
 لافٹ بٹ پیئر پہننے کے لئے دوڑے۔ اور ہال کے بیٹھنے کے  
 کمرے میں چلے گئے۔ میں سوختہ کبک پر میٹھا آؤٹن شریف کی منزل  
 پر چل رہا تھا۔ لافٹ بٹ پاس رکھا تھا۔ قوماہن کمرے میں  
 پہنچا۔ سب کو حکم ہوا۔ اپنی اپنی کشتیوں کے پاس گیا رکھو  
 جو ہاؤس کشتی نمبر ۷ کے پاس میں اپنے ساتھیوں کی  
 کشتیاں سمندر میں تھامی جائیں۔ جہاں تھے۔ کیا ہوا۔  
 جلدی معلوم ہوا۔ کہ صرف ایک ورزش کے واسطے بات  
 تھی۔ اور خطرہ کوئی نہیں۔ اجازت ہوئی سب نے لافٹ بٹ  
 پر اترے۔ اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ اور خدا کا شکر کیا۔  
 لافٹ بٹ کی جگہ ہے۔ کارک کی چوڑی چوڑی بارہ تختیاں کپڑے کے  
 اندر رکھی گئیں اس کے ساتھ بنا دی گئی ہیں۔ جس کو سینے اور پشت  
 کے ساتھ کپڑوں کے اوپر سے مضبوط باندھا جائے وہ  
 اپنے ہلکے پن کے سبب آدمی کو تھامیں اور اٹھائے۔ کشتی

## مولوی محمد علی صاحب کے جواب

(انڈیائی غلام رسول صاحب راجپوت)

گذشتہ ماہ میں ایک من مھر کے وقت چودہری محمد انیس صاحب نائب تحصیلدار لاہور میں چودہری خیر الدین صاحب احمد آبادی میسٹر مکان پر جو عرض طاعتات مشرب لائے اور شام تک بیٹھ رہے۔ چودہری محمد اسماعیل صاحب مجھ سے مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت کی بحث شروع ہو کر متعلق چند سوالات بھی کئے۔ جن کا جواب بعد کے صفحہ معقول اور معقول دووں میں پر دیا گیا۔ شام کے وقت چونکہ مجھے نماز اور دوس کے لئے جانا تھا اس لئے ہم تینوں آٹھ کر چلے گئے۔ راستہ میں میری بیٹی کی بیوی چودہری محمد انیس صاحب چودہری خیر الدین صاحب کے چودہری کا آپ حلیہ بتائیں کہ مولوی صاحب نے میرے سوالات کا کیا جواب دیا انہوں نے فرمایا کہ میں حلیہ کہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ کیا عمر کی سے جواب دیا گیا کہ میں سے میرے حلیہ پر بیٹھ ہی اٹھو اور چودہری صاحب نے دینے گئے۔ فی الواقع وہ ایسے تھے کہ میں کا جواب انہیں بن سکتا۔ اور نیز میرے مسئلے انہیں بھی فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جو سوالات دینے مولوی محمد علی صاحب کے کئے تھے۔ ان کا جواب انہوں نے دیا وہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میں مولوی محمد علی صاحب کے علم کے مقابل کچھ بھی مستعدا نہیں رکھتا۔ تاہم مجھے معلوم ہوتا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کے جوابات معمولی انسان کی طاقت سے بھی گزرتے ہوئے ہیں۔ اور وہ ایسے جوابات تھے جو کسی طرح سے ہی تسلیم نہیں تھے۔ چنانچہ اس وقت چودہری خیر الدین صاحب کے کہنا کہ وہ کیسے سوالات تھے۔ انہوں نے بتایا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بیان کیا کہ میرے پاس مولوی محمد علی صاحب کی تصویر ہے جس میں انہوں نے پانچ سال پہلے میں۔ اور مجھے انہوں نے اسے دی تھی کہ میں ان کو اپنے کے سوالوں کا جواب دوں۔ پھر انہوں نے مجھے وہ تحریر کہا کہ اور جواب دینے کے لئے میرے حوالہ کی۔ بننے ان سے کہا تھا کہ میں ان سوالوں کا جواب کھنکھاتا ہوں میں قیدوں گا تا دوسرے لوگوں میں سے بھی کوئی فائدہ اٹھالے انہوں

ہیں۔ یہ سب جملے ہیں۔ اصل حفاظت مشرب کی ہے۔ پانچ سالگی ہے کہ جہاز انشاء اللہ قتلے لائے گئے کے دن۔ اور میں کو مار سیلا پیونے گا۔ چھٹی پکڑنے والے بندے جہاز کے مدد گد میں پیلوں کی طرح اڑنے لکھائی دیتے ہیں + آج بمبائیوں کا گڈ فرمٹے۔ ایک خاص مذہبی گرجا جو ارد ہے۔ پادری صاحب کے گھرانہ کی خاص اہمیت حاصل کر کے فوس لگا کر پھرتے گھبراہٹ کے درجوں کے کہنے کے کمرہ میں گر جاہو گا۔ میں یہی دیکھنے لگا ڈکائی صاحب نے نماز پڑھائی۔ قریب ۱۵۰۔ آٹھ بڑوں میں سے جو جہاز پر ہیں۔ صفحہ گیارہ آدمی جہاز میں شامل تھے جن میں دو پادری صاحب تھے۔ اور دو عورتیں۔ باقی سات میں سے تین آدمی درج دوم کے تھے۔ اور چار آدمی درج اول کے۔ گیت گاتے گئے۔ دعا مانگی گئی۔ اور چند ہوا +

آج ہمارے چار ۲۵۴ میل طے کئے ہیں + پہلے تک میں کچھ جگہاں تک طبیعت خراب ہو گئی۔ اور روزانہ حالات مجھے کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اب ابھر اپنی نار سیلا قریب + اور وہیں خطوط خاک کا پکا میٹھے ضروری ہیں۔ اس کے بعد کو یہاں ہی چندکے ناہوں۔ (باقی حالات آئندہ انشاء اللہ)

محمد صادق حقانی اور حفصہ

دہر سالہ میں زلزلے نقصان زلزلہ آیا تھا۔ اس کے متعلق نیم سرکاری تفصیل معلوم ہوا ہے کہ زلزلہ شجاع کے زلزلے سے زیادہ سخت تھا۔ یہاں تک کہ شجاع سے جتنے زلزلے گئے ہیں ان میں سے زیادہ خد پر خد اور مکانات کو سخت نقصان پہنچا دہر سالہ میں تمام مکانات کم و بیش زلزلے کے نشانات ظاہر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ زلزلے سے اسوجہ سے کم نقصان ہوا ہے۔ کہ شجاع کے زلزلہ کے بخیر کے بعد نئی قسم کے مکانات تیار کئے گئے تھے جو محفوظ ہے +

نے کہا۔ بہت اچھا۔ آپ جوابات کو اخبار میں چھپوا دیں۔ جو جب دہرہ میں ان سوالات کا جواب دیں میں دیتا ہوں + کیا وہ کھنکھو گن کو حضرت مسیح موعود پہلا سوال اور اس کا جواب کی اطلاع نہیں پہونچی مسلمان میں یاد آئے اسلام سے خارج ہیں اس کے جواب میں اعلیٰ تو یہ عرض ہے کہ ایسے کھنکھو کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع نہیں پہونچی۔ وہ اس کا کھنکھو تین مسلمان کہتے ہیں۔ - - - - - انہیں مسلمان ہی کہا جائیگا۔ یہاں تک کہ اس شخص کو کھنکھو کا نام محمد فاضل یا ایک عالم ہے۔ خواہ وہ جاہلی اور بدیہی ہو۔ بلکہ اہم کے لئے محمد فاضل اور ایک عالم کہہ گئے۔ اور یہ اسے کہ مسیح موعود کے خبر کا زمانہ ابھی ضرورت نبشت کے لاکھ سے دو ہزار ہے۔ جس کے متعلق کھنکھو مسلمان قرآن۔ دین تریا پر آٹھ لکھا ہو گا۔ اور اسے دوبارہ قاریاں حضرت مسیح موعود ہونگے۔ اس صورت میں وہ لوگ کہیں حضرت مسیح موعود کے دھوئے کی اطلاع پہونچ گئی ہے۔ اور وہ لوگ کہیں کو نہیں پہونچی۔ دونوں مسیح موعود ہوا ہاں لائے سے موعود اور بے نصیب ہونے کے باعث اس اسلام اور اصل ایمان سے موعود کیجے جائینگے۔ گو پادری باشندے کہ اطلاع اور نام مجھے بعد کہ وہ دوسرے کو کہ مقابل قابل مواخذہ ہو۔ اور مجھے اطلاع نہیں پہونچی بلکہ مواخذہ نہ ہو۔ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

و کہ چہرہ خداوند کے نزدیک انعام محبت نہیں ہوا۔ اور وہ کذاب اور منکر ہے۔ تو کو شریعت کے بلکہ بنا ظاہر ہے کہ اس کا نام بھی کا فہم رکھتا ہے اور ہم بھی باجاء شریعت کا فہم کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر ہر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یكلف اللہ فنیئاً الا وسعہا۔ قابل مواخذہ نہیں ہو گا +

اب اس عبارت کو پڑھو۔ کہ اس میں کافی جواب ہے حضرت مسیح موعود اپنے اس کلام میں جن لوگوں پر انعام محبت نہیں ہوئی۔ دو طرح کے بیان کرتے ہیں۔ ایک کذاب دوسرے منکر۔ اب خود کہنے سے یہ کذاب اور منکر



بلکہ شک جو لوگ کسی موعود کو نہیں مانتے اور ان کو بیخبر  
پہنچ چکا ہے۔ کہ ان کی کافر ہیں۔ حضرت شیخ موعود کے  
خلیفہ عبداللہ صاحب کی لڑکی کا رشتہ کرنے کے متعلق یہ  
عرض ہے مکمل تو یہ موعود ہونے پر رشتہ نہیں کرایا۔  
بلکہ یہ رشتہ خلیفہ صاحب کے رشتہ داروں نے کرایا۔ جسوں نے  
خلیفہ صاحب کو بات پر مجبور کیا کہ اگر ایک لڑکی فامان میں  
دیجاتی ہے تو دوسری لڑکی میں دی جائے۔ جب خلیفہ صاحب نے  
حضرت شیخ موعود سے عرض کیا تو حضرت صاحب نے عرض کیا  
بنام پر کہ خلیفہ صاحب کی نیت احمدی ہونے کے بدلے اس  
کی نسبت رشتہ کے متعلق کہتے ہیں۔ وہ ضرور خلیفہ صاحب کے  
موافق ہی ہوگا۔ اس لئے آپ نے اہانت لڑکے کے احمدی  
اور سلسلہ میں داخل ہونے کے قبیل پر اجازت کا اظہار فرمایا  
اب اس پر یہ کہنا کہ حضرت شیخ موعود نے خلیفہ صاحب کی لڑکی  
کا رشتہ کیا تو خلیفہ صاحب نے کافر بن کر کہا۔ کہ خلیفہ صاحب نے  
پرتان سے لڑکی کے لئے ہے۔ تو چہر جب حضرت شیخ موعود کو  
لڑکے کے قتل احمدی ہونے کے متعلق علم ہوا۔ تو آپ نے اس  
اس رشتہ کے متعلق اظہار ناما لکھی کہیں فرمایا پھر اتنا ہی نہیں  
بلکہ آپ نے فرمایا کہ ہم حقیقتہً احمی لکھ رہے ہیں۔ جب ختم ہو  
جائیں گی تو کتاب لڑکے کو دینا۔ اگر وہ مان گیا۔ اور احمدی ہو  
گیا تو فوراً کوہ پیانا ہوا فوڈ کرنا۔ لیکن حقیقتہً احمی لکھتے  
لکھتے درمیان میں کچھ عرصہ کتاب کا کھنا سنتی ہو گیا۔ اگرچہ  
کتاب شائع ہوئی۔ اور اس پر ایک عرصہ ہو گیا۔ تو حضور کی یا  
سے وہ بات حکمت الہیہ سے آؤ گئی۔ اسی اثنا میں حضرت  
حوال ہو گیا۔ موعود رشتہ کی بات کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ  
نہ چھڑا۔ اسکے بعد حضرت خلیفہ اولیٰ نے ہی جس طرح خوانی  
کے متعلق کہا تھا تو اپنی الفاظ میں کہ جو کفار خوانی کے لئے  
سویڈ اور سفید مطلب تھے۔ پھر صرف اتنا حصہ فوڈ کر دیا  
گیا کہ حضرت شیخ موعود کی اجازت سے یہ رشتہ ہی تھا ماؤ  
یہ نہ ذکر کیا کہ آپ کو لڑکے کے قتل احمدی ہونے کے علم کے  
بعد ناما لکھی ہو۔ اور حقیقتہً احمی کے بڑھنے اور احمیت

کے قبول کرنے کی شرط پر رشتہ دینا قرار پایا۔ صاحب مولوی محمد علی صاحب نے اس کے پیچھے سے باتوں کو کٹا کر نہ چھانٹ لائقہ جو اصل مسئلہ کی مثال کی طرح مفید مطلب معلوم کیا۔

سوال اٹھایا تو لوگوں کو متلاطم دماغ کے لئے صحت و فطرت پریش کرنے پر اس کی وجہ سے مولوی نے خلیفہ صاحب کی جو رائے دی، اس کی کارفرمائی غیر احمدیوں سے جو کارفرمائی کرنا چاہا۔

حضرت مولوی نوید الدین صاحب نے اس بات کی کٹھن پڑھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ غصہ نہ کیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے ہی گیسو زدہ اور سوچ وچیں، خصوصاً لڑکی کی حلالہ مردہ سے ہمیں سننے بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اس رشتہ پر بحث نہ فرمائیں گے۔ اور حضرت کی نانا جی کی بھانجی اور دست نبیؐ کی بھانجی تھیں۔ اپنی بعیرت نبوت اور فرات سے بھر پور ہونا کہ یہ رشتہ لڑکی کے دین اور ایمان پر بحث بڑا اثر ڈالنے والا ہوگا۔ جیسا کہ بعد میں ایسا ہی ظہور میں آیا کہ لڑکی ان دنوں کی کہیں باپ خلیفہ نوید الدین صاحب جیسا شخص احمدی ہے۔ وہ شخص غیر احمدیوں کے ہاں بیٹا، جلدی کی شرافت سے مسیح موعودؑ کی کٹر اور مکمل پیروی میں صاف پڑھنے والے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کی پیروی کے لئے وہ رشتہ دینے سے منکر تھے۔ لیکن خلیفہ علیہ السلام نے ان سے یہ عرض کیا کہ خلیفہ علیہ السلام کے لئے یہ رشتہ دینا ایک عظیم الشان شرف ہے۔ لیکن ان کے پاس یہ بھی تھا کہ اب کس قدر انہوں نے یہ کہیں صاحبین کے ان کا مصنوعی اور نام کا ممبر اپنے لئے حالات کو غماز کر کے اپنے جیسے ہی اپنی خیر خواہی اور اس سے باز نہیں آنا۔ حالانکہ غیر احمدیوں کے ہاں رشتہ کرنے سے یہ مصمم ارادے ہیں کہ دین کی تباہی کا وقوع میں آنا ضروری ہے۔

خلیفہ صاحب کی وہ لڑکی غیر احمدیوں کے ہاں غیر احمدی لڑکی کے طور پر کذب حالت میں ہے۔ قراب اس کے متعلق آخر کار کبھی اس کی صورت تو یہ بھی کہ لڑکی احمدی ہوئی ہو، جتنے ہاں بیابانی گئی تھی۔ وہ سب کے سب غیر احمدی ہونے اس وقت سوال ہو سکتا تھا کہ احمدی لڑکی غیر احمدیوں کے ہاں کیوں ہے۔ اور کیوں اسے غیر احمدیوں کے ہاں بیٹا سے مختلف میں ڈالا گیا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ چلو میں ہی رہی۔ اس بات کو یہی مان لیتے ہیں کہ حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر رشتہ نہ ہو۔ پر کچھ صاحب کی ایسی اجازت یا ایسا فعل جو کسی محنت اور

کے نیچے خصوصیت کا رنگ لپٹنے اندر رکھنا ہو۔ اور جو قانون کی صورت میں نہیں۔ بلکہ از قسم تشبیہ و تمثیل اپنی طرف سے عموماً کا رنگ دیکر قانون کی صورت میں پیش کرنا دیندار اور تقویٰ شعار لوگوں کا کام ہے یا محمدوں کا۔ اگر تشبیہات یا خصوصیات کو عموماً کا رنگ دیکر قانون کی صورت میں لانا جائز ہے۔ تو آخر حضرت علیہ السلام کی طرح آپ کی امت کے لوگوں کو تو تاک۔ بیویاں کر لیں۔ کیوں جائز نہیں۔ اور کیوں قانون شریعت صرف چار رنگ اجازت دیتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ رنگ کرنا قانون کے مستثنیات سے ہے۔ اسی طرح آخرت سے اسد علیہ وسلم نے اور یہ کہ ایک کم کیونے کی قربانی کے لئے اجازت دی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اس کے بعد قیامت تک سچا رہنا جائز قربانی کے لئے قبول نہیں کیا جائیگا۔ اب کوئی یہاں اجازت کو عام رنگ میں سمجھ کر قربانی کے لئے کم میں جائز کو ذریعہ گردا کرے۔ تو کیا یہ جائز ہوگا۔ پھر مسیح موعودؑ کے مکفرین اور منکرین کے کافر ہونے کے فتوے کے بعد ہیبت کا حق حقیقی انہم کا ہم چھوٹا حق کے لئے جب غیر احمدیوں کو لڑکی دینا حلال ہی نہیں تو اس میں حکم کے بعد چون وہ اگر کسی مومن اور حقی پرست انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مسیح موعودؑ کی اس اجازت کے یہ استنباط کرنا مقصود ہے کہ حضرت محمدؐ کی اجازت غیر احمدیوں کو کافر نہیں بننے دیتی بلکہ اس سے وہ مسلمان ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر بھی اس اجازت کے کم از کم ہندوستان اور پنجاب کے غیر احمدی لوگ قادیانہ نہیں آٹھارہ گئے۔ کیونکہ وہ مکفرین۔ اور باوجود انعام جتنے ابھی تک منکر ہیں۔ پھر انہیں دوسری قرابت و صلات حضرت مسیح موعودؑ کا فتوح سے کھلے الفاظ میں کافر ٹھہرنا ہے۔ شک ہے تو پڑھو۔ حقیقتہً الہی ص ۱۷۱ سے عبارت ذیل :-

وہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا ذہن دھڑکا اور نہ لٹنے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہرتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے؟

پس غیر احمدیوں کے ہاں لڑکیاں دینے کے لئے

حضرت مسیح موعودؑ کام اور فتوے سے تو کوئی حیلہ نہیں نکالا جاسکتا۔ اور کم از کم نہ ہی چاہئے کہ اندر دھک دیکر قبول کر لیں۔ ہاں اگر وہ غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیں یا انہیں اسے چھو کر سہا اور ایک کے کسی ایسے گوشہ میں جہاں احزاب کیلئے اسلام کی آواز دہی آج تک نہیں پہنچی۔ ہجرت کر جائیں۔ تو شاید کوئی نیک صورت جو ان کے مفید مطلب ہو مخلص آوے۔ لیکن پھر وہاں غیر مسلموں کے ان لڑکیاں دینے کے لئے جتنے ترغیبات پڑینگے۔ وہ ممکن ہے کہ مولوی محمد علی جیسے جو دہریہ کی کے خٹے جھتکے اور ان کے جو ان کے لئے کسی کوئی صورت دیا کر لیں۔ مثلاً کہ ابتدائی زمانہ میں آخرت نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم نام ابوبہر جیسے دشمن اسلام کے دھنوں لڑکیوں اور عقیب کے ساتھ براہ دی تھیں۔ آگے یہ دوسری بات ہے۔ کہ مسودہ تہنہ کے نزول کے بعد ابوبہر نے ان دونوں کو طلاق دے دی لیکن اس سے مولوی محمد صاحب کے نزدیک یہ صحت کا تو کچھ نہیں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت بائیس باطلانی طاغوت کی وجہ سے جو اسلامی شعائر غیر مسلم میں ہی پائے جاتے ہیں۔ انہیں مسلم قرار دیکر مسلمان کر کے ہلے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کے چھوٹے بیٹے بھائی خواجہ صاحب دو رنگ میں فرمایا اسی پہنچ پر تل چلا آویسے ہیں۔ اعاذ باللہ من هذا الخلفۃ الراستفادۃ۔

(باقی آئندہ ایشیاء اللہ تعالیٰ)

**زار کی حالت و امور**

انہما کے خلیفہ مسیح موعودؑ کے ہاں محمدی ذاتی جائداد اور عمارت ملک کی طرح لوگوں میں تقسیم کی جا رہی ہے۔ پڑھو گناہ کا ایک مراسلہ ملان کر ہے کہ حضرت بیاضی گھوٹ زار کی ذاتی جائداد کا فیصلہ کر لیں۔ دہقانوں کی جماعت اکثر اس غرض سے موقع پر پہنچ رہی ہے کہ تقسیم اراضی کے وقت وہ بھی اپنا حصہ لیں۔ انقلاب پسند جماعت زار اور اس کے خاندان پر مقدمہ چلانے کے لئے شور مچا رہے ہیں۔ پھر زار کی جا رہی ہے کہ زار کے شاہی گاؤں کا نام خودی گاؤں

نماز کا وقت ہو گا تو وہ اس گناہ کی بجائے زار "فائدہ اٹھائے"

## جنگ کی خبریں

برٹش فوج روڈ میں داخل ہوئی | لندن ۳۱ مئی ۱۹۴۷ء

ساوان غنیمت

فرانسیس نے ایک بحاری حلقہ زد کیا | لندن ۱۰ مئی ۱۹۷۱ء

ہیں برطانیہ کے خلاف جو اعلان جمع کیلئے کر دیا وہ تھا

دیہ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے کلکتہ داند چوہا میں مشہور مدرسہ  
بعد از مذہب کی شہرہ کتاب بنیادی طور پر لکھا گیا، جہاں جینی زبان میں علم  
بھی اپنی ساتھ لایا گیا۔ اس کتاب چوہا میں مغلذہر مشتمل ہو گیا کہ لکھنؤ  
پندرہ رشتے سے کلکتہ چلے گئے اور پھر پھر میں بطور تھانہ بھیجے گئے۔

ولایتی ڈاک میں تغیر۔ اس وقت تک حکومت  
ہفتہ وار خطوط اور اخبارات ہندوستان آتے تھے اب  
جہاز رانی کی مشکلات میں سہولت پیدا کرنے کیلئے گورنمنٹ  
ہند نے سکرٹری آف اسٹیشن کے مشورہ سے فیصلہ کر لیا  
ہے کہ ماہ جون سے ولایتی ڈاک بجائے ہفتہ کے مندرجہ